الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودا

غلام احمد قادیانی

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

THE ALFAZL
QADIAN

الفضل

اخبار ہفتہ میں دوبار

فی پرچہ ۱؎

قادیان

جماعت احمدیہ کا مسلم آرگن جسے (سنہ ۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

جلد ۱۴ | مورخہ ۲۰ مئی سنہ ۱۹۲۷ء | یوم جمعہ | مطابق ۱۷ ذیقعدہ سنہ ۱۳۴۵ھ | نمبر ۹۱

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت خدا کے فضل و کرم سے اچھی ہے۔ حضور روزانہ درس قرآن کریم دیتے ہیں۔

دیانند مت کھنڈن سبھا کے زیر اہتمام روزانہ رات کو تبلیغی جلسے ہو رہے ہیں۔ محلہ دار الرحمت میں جناب میر قاسم علی صاحب کے علاوہ ڈاکٹر محمد شاہ نواز صاحب کا گوشت خوری پر۔ حافظ محمد عمر صاحب کا ویدوں کی تعلیم پر۔ اور جناب حافظ روشن علی صاحب کا کلمہ توحید پر لیکچر ہوا۔ اب محلہ دار الفضل میں لیکچر ہونگے۔

جناب مولوی فضل الدین صاحب وکیل بھی فسادات لاہور کے مظلومین کی امداد کے لئے لاہور بھیجے گئے ہیں۔

فسادات لاہور کے مظلومین کی امداد جماعت احمدیہ کی طرف سے

مکرمی ایڈیٹر صاحب الفضل۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح نے ۸ مئی کی شام کو "فسادات لاہور پر تبصرہ" کے عنوان سے جو مضمون لکھا۔ اور جس کی کتابت رات کے ۲½ بجے ختم ہوئی۔ ۹ مئی صبح کو جسے کاپی دیکر روانہ کیا گیا کہ چھپوا کر لاہور پہنچوں۔ چنانچہ میں ۹ مئی کی شام کو ۵ بجے لاہور پوسٹر لیکر پہنچ گیا اور اسی شام کو پوسٹر شہر کے مختلف حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ اور چسپاں بھی ہو گیا۔

حضرت اقدس کے اس پوسٹر کی تقلید کرتے ہوئے دوسرے دن ہندو اور سکھ صاحبان نے بھی پوسٹر لگوائے۔ اور کل ۱۳ مئی کو مسلم ریلیف کمیٹی کی طرف سے بھی ایک پوسٹر شائع کرایا گیا۔ ان پوسٹروں کا شہر میں بہت ہی اچھا اثر ہوا۔ اور لوگوں کی مشتعل طبائع کے لئے

تسکین کا باعث ہوئے۔

حضور کی طرف سے جناب ذوالفقار علی خان صاحب و جناب مفتی محمد صادق صاحب قیام امن، خدمت پبلک اور امداد مظلومین کی غرض سے پہلے سے لاہور مقیم تھے۔ جن کے لئے حضور نے ۱۱ رمئی کو خاص احکام اور ضروری ہدایات دیکر مجھے روانہ فرمایا۔ حضرت کی ان ہدایات کے ماتحت ۱۲ کی صبح سے کام امداد مظلومین اور قیام امن کی کوششوں کا جاری ہے۔ اور خدا کے فضل سے بہت موثر طریق سے کام کیا جا رہا ہے۔ ایسے وقت میں یہ پبلک اور حکومت دونوں کی بےنظیر خدمت ہے۔ حضرت اقدس کی ہدایات کے ماتحت انفرمیشن بیورو مسجد احمدیہ میں قائم کیا گیا ہے۔ جس میں کام کرنے کے لئے مقامی دوستوں نے اپنا قیمتی وقت دیکر بہت خدمت کی ہے۔ چنانچہ صبح کے ۶ بجے سے شام کے ۹ بجے تک برابر شہر کے مختلف حصوں سے مصیبت زدگان کی اطلاعات اور رپورٹیں آرہی ہیں۔ جن میں سے بعض کی فوری حتی الممکن امداد کی جاتی ہے۔ ضروری اور قابل دریافت امور معلوم کر کے بتائے جاتے ہیں۔ اور حکام متعلقہ بھی بڑی فراخدلی اور خوشی سے توجہ فرماتے ہیں۔ اور معلومات کے حصول میں سہولت بہم پہنچاتے ہیں۔

خان صاحب ذوالفقار علی خان صاحب آج صبح ۸ بجے سے ½ ۱۲ بجے تک برابر ½ ۴ گھنٹہ کھڑے کھڑے کام کرتے رہے۔ اور مسلمانوں کی بے مثال خدمات سرانجام دیتے رہے۔ جس کی تفصیل اخبارات میں اشاعت کی غرض سے بھیجدی گئی ہے۔

حضرت مفتی صاحب صبح ۹ بجے سے ۱۰ بجے تک مسجد احمدیہ میں رہے۔ اور مصیبت زدگان جو اطلاعات لیکر آتے تھے۔ اُن کی دلجوئی اور تسکین اپنی محبت آمیز گفتگو اور مناسب نصائح سے فرماتے رہے۔ آج دو بجے بعد دوپہر قادیان سے چودھری فضل الدین صاحب وکیل بھی پہنچ گئے ہیں۔ جو مقدمات میں مبتلا لوگوں کی قانونی امداد کرینگے۔ حضرت اقدس کا خطبہ جمعہ ۶ رمئی جماعت لاہور نے ایک خوبصورت ۱۶ صفحات کے ٹریکٹ کی صورت میں پانچہزار کی تعداد میں زیر عنوان

فسادات لاہور اور ان کا علاج شائع کرنا تجویز کیا ہے۔ امید ہے کہ ۱۶ رمئی تک شائع ہو جائیگا۔

(عبدالرحمٰن قادیانی) ۱۴/۵/۲۷

حسب ذیل رپورٹ ۱۶ رمئی کو اخبارات میں اشاعت کی غرض سے بھیجی گئی ہے۔

حسب منشاء ریزولیوشن مسلم ریلیف کمیٹی مورخہ ۱۵ رمئی ۱۹۲۷ء ہم خاکساران شہر کے مختلف علاقوں میں حالات دیکھنے کے لئے اور ضروری معلومات حاصل کرنے کے لئے آج صبح ۷ بجے سے ½ ۱۰ بجے تک پھرتے رہے۔ اتفاق سے میاں عبدالعزیز صاحب بیرسٹر سر دار حبیب اللہ صاحب بیرسٹر۔ ڈاکٹر سر اقبال صاحب بیرسٹر جن کے ساتھ رہکر ہمیں پھرنا تھا۔ چند منٹ کے تفاوت کے سبب ان مقامات میں جہاں پہنچنا تھا آگے پیچھے پہنچے۔ بہرحال ضروری معلومات حاصل کرنے کے بعد مناسب کارروائی کی جا رہی ہے۔ دو اور مسلمان ڈاکٹر جناب ڈاکٹر نور محمد صاحب احمدی و ڈاکٹر محمد عبدالحق صاحب نے ہاسپٹل میں جا کر زخمیوں کو روزانہ دیکھنے کا وعدہ کیا ہے۔ اور یہ صاحبان انشاء اللہ تعالیٰ ضروری حالات کی رپورٹ مسلم ریلیف کمیٹی کو پہنچائیں گے۔

خاکساران

ذوالفقار علی خان۔ مفتی محمد صادق۔ فضل الدین

انجمن احمدیہ قادیان کا وفد دفتر خلافت ریلیف کمیٹی میں

انجمن احمدیہ قادیان کا وفد جس میں خان ذوالفقار علی خان و مفتی محمد صادق صاحب اور چند بزرگ شامل تھے۔ آج شام کے سات بجے خلافت ریلیف کمیٹی میں آیا۔ اور ارکان وفد خواجہ عبدالرحمٰن غازی سے ملے۔ اور انہوں نے اپنی جماعت کی طرف سے خلافت ریلیف کمیٹی کو ہر طرح کی امداد کا یقین دلایا اور خلافت ریلیف کمیٹی جس طرح سے کام کر رہی ہے۔ اس کی توجیہات انہیں مطلع کیا جس پر وفد نے اظہار پسندیدگی کیا اور کام کیلئے آمادگی ظاہر کی (سکرٹری خلافت ریلیف کمیٹی) زمیندار ۱۳ رمئی۔

حیدرآباد سندھ میں اسلام کے متعلق لیکچر
انجمن نصرت الاسلام کا قابل تعریف انتظام

(تار بنام الفضل)

جناب گلباز خان صاحب سکرٹری انجمن نصرت الاسلام حیدرآباد سندھ بذریعہ تار مطلع فرماتے ہیں۔

حیدرآباد سندھ ۱۶ رمئی۔ انجمن نصرت الاسلام حیدرآباد سندھ کے زیر اہتمام اسلام کے متعلق مولوی عبدالرحیم صاحب نیر سابق مشنری آف مغربی افریقہ ولنڈن کے ہوم سٹیڈ اور بسنت ہالوں میں مسلسل لیکچر کرائے گئے۔ حاضرین تعلیم یافتہ اور با اثر مسلم اصحاب پر مشتمل تھے۔ جنہوں نے بڑی توجہ سے لیکچروں کو سُنا۔ اور خوشنودی ظاہر کی۔ لیکچروں میں یہ مشورہ دیتے ہوئے کہ تمام مذاہب کے پیشواؤں کی عزت کرنی چاہیئے۔ سب قوموں سے اتحاد کی اپیل کی گئی۔ مولوی صاحب موصوف نے بیان کیا۔ جنگلی جانوروں اور زہریلے سانپوں سے تو صلح ممکن ہے۔ مگر ان لوگوں سے صلح ناممکن ہے جو ہمارے مقدس رسول محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتے اور رنگیلا رسول ایسی کتابیں لکھتی ہیں۔ ایسا ہی ڈاکٹر مونجے کے ایسے لوگوں سے بھی صلح کے متعلق بیان کرتے ہوئے بتلایا کہ اسلامی اصولوں کے مطابق ہی عمل کر کے صلح قائم ہو سکتی ہے۔ یورپ اور مغربی افریقہ میں تبلیغ اسلام میجک لینٹرن کے ذریعہ تصاویر دکھائیں۔ ہم تہ دل سے قابل مبلغ کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔

اخبار احمدیہ

احباب فوری توجہ فرمائیں

جماعت احمدیہ پر یہ امر پوشیدہ نہیں۔ کہ اس وقت اہل ہنود مسلمانوں کو دین اسلام سے مرتد کرنے کے لئے پورے زور شور سے میدان جنگ میں اُترے ہوئے ہیں۔ مگر عام مسلمان خواب غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ انہیں اس غفلت سے بیدار کیا جائے۔ ان کو بیدار کرنے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے خطبات جس قدر مفید اور کارآمد ہیں۔ اور کوئی مضمون نہیں ہو سکتا۔ اس لئے احباب جماعت احمدیہ کی خدمت میں التماس کی جاتی ہے۔ کہ وہ ان خطبات کو ٹریکٹوں کی شکل میں ہزاروں کی تعداد میں مسلمانوں میں تقسیم کریں۔ اور اس کی صورت یہ ہے۔ کہ مختلف احمدی جماعتیں جتنی جتنی تعداد میں خطبات کے ٹریکٹ لینا چاہیں۔ اس سے مجھے اطلاع دے دیں۔ خطبات چھپنے پر فوراً بھیج دیئے جایا کریں گے۔ اور اس تعداد کے اصل خرچ کا وی پی کر دیا جائیگا۔

برادر مکرم عبدالکریم صاحب سکرٹری انجمن شبان الاحمدیہ پشاور نے اس قسم کے ہر ایک ٹریکٹ کی پانچسو کاپیاں خرید لینے کی اطلاع دی ہے۔ اگر ایسے پُرجوش اور مخلص چند اصحاب بھی اور نکل آئے۔ تو انشاء اللہ بہت جلد خطبات کے ٹریکٹ چھپوا کر بھیجنے کا انتظام کر دیا جائیگا۔ ہر جگہ کے تبلیغی سکرٹری صاحبان کو بہت جلد اس کے متعلق اطلاع دینی چاہیئے۔ کیونکہ یہی کام کا وقت ہے۔ (ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

احمدی احباب سے گذارش

اگر کوئی احمدی بھائی اوٹاکمنڈ۔ کونور اور ویلنگٹن (نیلگری) مقامات پر قیام فرما ہوں یا تشریف لاویں۔ تو عاجز کو مندرجہ ذیل پتہ پر اپنے پتہ سے یا ملاقات سے مشرف فرما دیں۔ (خاکسار عبدالرحیم سوداگر پنجابی۔ بوچر روڈ۔ اوٹاکمنڈ (نیلگری))

اعلان نکاح

۵ راپریل ۱۹۲۷ء حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے میرے برادر اصغر ڈاکٹر احمدالدین صاحب کمپالہ افریقہ کا نکاح چودھری اللہ بخش صاحب احمدی کی لڑکی مسمات امتہ الرحمن سے بعوض حق مہر ایک ہزار روپیہ پڑھا۔ احباب دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو فریقین کے لئے بابرکت بنا دے۔

(خاکسار ڈاکٹر فضل الدین احمدی کمپالہ افریقہ رخصتی قادیان)

۲۹ راپریل بعد از نماز عصر حسب اجازت حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ۔ مولانا محمد سرور شاہ صاحب نے سید نذیر احمد صاحب گوگیکی کا نکاح آمنہ بنت پیرجی علی احمد صاحب قیدار جاودی جاہر قادیان سے پانسو روپیہ مہر پر اعلان کیا۔ (ابوالاکمل امام الدین عفی عنہ قادیان)

درخواست دعا راجہ فضل خان صاحب مونگ اپنی صحت کے لئے دعا

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
یوم جمعہ ۔ قادیان دارالامان ۔ ۲۰ مئی ۱۹۲۷ء

ہنگامہ لاہور سے متعلق ہندوؤں اور سکھوں کا افسوسناک رویہ
قاتلوں اور مجرموں کی بیجا حمایت کی کوششیں

ہندوؤں سے تو کوئی زیادہ امید نہ تھی۔ لیکن سکھ صاحبان کے متعلق ایک حد تک ضرور امید تھی۔ کہ وہ ان ظالم اور جفاجو سکھوں اور ہندوؤں کے خلاف نفرت و حقارت کا اعلان کرینگے۔ اور نہ صرف ان سے کسی قسم کی ہمدردی کا اظہار نہیں کرینگے بلکہ ان کو کیفر کردار تک پہنچانے میں ہر طرح ساعی ہونگے۔ جنھوں نے ۳ مئی کی رات کو لاہور میں مسجد سے نماز پڑھ کر نکلنے والے بے خبر اور نہتے مسلمانوں پر حملہ کر کے انہیں قتل کر دیا تھا۔ اس امید کو کسی قدر تقویت اس اعلان سے ہوئی تھی۔ جو سردار سردول سنگھ صاحب کی طرف سے اخبارات میں شائع ہوا۔ اور جس میں انہوں نے گو صاف اور واضح الفاظ میں نہیں۔ مگر دبے الفاظ میں ضرور مسلمانوں پر بلاوجہ حملہ آور ہونے والوں کے متعلق اظہار نفرت کرتے ہوئے لکھا تھا۔ "جن لوگوں نے نہتے اور بے گناہ آدمیوں پر حملہ کیا۔ ان کے طرز عمل کے خلاف ہر شخص بلا تامل اظہار ملامت کریگا۔ خواہ وہ ہندو ہو یا مسلمان یا سکھ"۔

پھر لکھا تھا۔ "ہندوؤں اور سکھوں کو چاہیئے۔ کہ مقتولین کے ورثاء و متعلقین سے اظہار ہمدردی کریں"۔ (زمیندار ۵ مئی) ظاہر ہے۔ یہ اعلان کوئی ایسا صاف اور واضح نہ تھا۔ جسے صرف ان قاتلوں اور مقتولوں کے متعلق سمجھا جا سکتا۔ جو ۳ مئی کی رات کو ظالم و مظلوم ٹھہرے۔ تاہم اس سے مظلوموں سے کچھ نہ کچھ ہمدردی کی بو ضرور آتی تھی۔ لیکن نہایت افسوس اور رنج کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ نہ صرف سکھوں اور ہندوؤں کی طرف سے مسلمان مظلوموں سے اس سے زیادہ صفائی کے ساتھ اظہار ہمدردی کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔ بلکہ جب ایک سکھ اخبار نے سردار سردول سنگھ صاحب کا مذکورہ بالا اعلان اپنے صفحات میں درج کیا۔ تو اس کے مندرجہ بالا فقرات کو بھی بدلکر اس طرح بنا دیا۔

"دو غیر مسلم اور بے گناہ لوگوں کو قتل کرنے کا فعل ہر ایک شخص کے نزدیک خواہ وہ ہندو ہو یا مسلم ہو یا سکھ قابل مذمت ہے"۔

ہندوؤں اور سکھوں کو ان آدمیوں کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرنا چاہیئے۔ جن کے پیارے نزدیکی رشتہ دار ہلاک کئے گئے ہیں"۔

جب صرف زبانی اظہار ہمدردی میں بھی اس قدر بخل سے کام لیا جاتا ہو۔ تو کس طرح توقع ہو سکتی ہے کہ ہنگامہ لاہور کے اصل مجرموں کی بے جا طرفداری کر کے آیندہ کے لئے امن وامان کو خطرہ میں نہ ڈالا جائے گا۔

اس ہنگامہ کے متعلق ہندوؤں نے پہلے جو بیانات شائع کئے تھے۔ وہ یہ ہیں:۔ "ملاپ" نے اس حادثہ جانگاہ کا اعلان اپنے ۵ مئی کے پرچہ میں بایں الفاظ کیا۔

"۸ بجے باؤلی صاحب میں سکھوں کا ایک دیوان تھا" اور "وہاں سے ۲۔۳ منچلے سکھ کرپانیں سونت کر دھنی کا بلی مل کی طرف گئے۔ اور کوچہ دھوبیاں میں پہنچکر کرپان استعمال کئے۔ جس سے تین مسلمان تو کھیت رہے۔ اور تین بری طرح زخمی ہوئے"۔

ہندوؤں کا دوسرا اخبار "پرتاپ" اپنے ۵ مئی کی اشاعت میں اپنے "قائمقام" کی حسب ذیل "تحقیقات" شائع کرتا ہے:۔

"نو دس بجے کے درمیان اڑھائی تین سو سکھوں کا مجمع اس جانب گیا۔ جہاں پہلے سکھ کو مارا گیا تھا۔ تحقیقات پر معلوم ہوا کہ گوبند عطار کی دوکان کے نزدیک ایک سکھ نے مسلمانوں کے خلاف اشتعال انگیز تقریر کی تھی بیان کیا جاتا ہے۔ کہ جب سکھ جمع ہو کر محلہ کابلی مل کی جانب گئے۔ تو چند بوڑھے مسلمان مسجد واقعہ محلہ کابلی مل سے نکل رہے تھے۔ ان پر کرپانوں سے حملہ کیا گیا۔ جس کی وجہ سے دو مر گئے۔ ان میں سے ایک کو تو اتنے زخم لگے۔ کہ وہ پانی بھی نہ مانگ سکا۔ اور دوسرے کی جان اسوقت نکلی۔ جب وہ پانی مانگ رہا تھا۔ تیسرا آدمی محمد حسین اپنے گھر کی چھت پر سویا ہوا تھا۔ جو چیخ گھر کے پاس ہے۔ جب شور وغل ہوا۔ تو یہ اس خیال سے باہر نکلا کہ کہیں بیل تو آپس میں نہیں لڑ رہے۔ مگر باہر آنے پر اس نے فساد ہوتے دیکھا۔ تو وہ چیخ گھر والی گلی میں جا کر چھپ گیا۔ چند سکھوں نے اس پر حملہ کیا۔ اور اسے وہیں قتل کر دیا۔ اس کی لاش کا پتہ تین چار گھنٹہ کے بعد لگا۔ جب اس کا پڑوسی باہر نکل رہا تھا۔ اور لاش کی ٹھوکر اس کے پاؤں سے لگی"۔

ہندوؤں کے انگریزی اخبار "ٹریبیون" نے اپنی ۵ مئی کی اشاعت میں اس حادثہ کے متعلق حسب ذیل سطور شائع کیں:۔

"یہ بالکل ظاہر ہے۔ کہ ساری مصیبت اس دیوان سے شروع ہوئی جو منگل کے دن (گوردوارہ باؤلی صاحب میں) منعقد کیا گیا۔ اور جس کے انعقاد کے لئے کوئی وجہ جواز موجود نہ تھی۔ جس معاملہ کے سلسلے میں یہ دیوان منعقد کیا گیا۔ وہ عدالت میں پیش تھا۔ اور اسے کسی مذہبی یا جماعتی معاملہ سے کوئی واسطہ نہ تھا۔ ہمارے سامنے جو حالات ہیں۔ ان کی بنا پر ہم دیوان کے انعقاد کی سخت مذمت کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ دیوان کا انعقاد شدید نادانی تھی۔ اور اس میں جو تقریریں کی گئیں۔ ان میں سے بعض بالکل ناواجب اور غیر مآل اندیشانہ تھیں۔ منگل کی رات تین مسلمانوں کا الم انگیز قتل اور پانچ مسلمانوں کی مجروحی ایک ہولناک جرم کے اعتبار سے سخت مذمت کی مستحق ہے۔ اور اس کے لئے کبھی کوئی وجہ جواز پیش نہیں کی جا سکتی"۔

ان بیانات سے جو ہندوؤں کے سخت متعصب پرچوں سے لئے گئے ہیں۔ مسلمانوں کی مظلومی و بیکسی اور حملہ آوروں کی سینہ زوری اور جفاکشی کے سوا اور کچھ ظاہر نہیں ہوتا۔ کسی نے بھی اس حادثہ کے وقوع پذیر ہونے کے متعلق مسلمانوں کے خلاف کوئی بات پیش نہیں کی۔ اور نہ کسی قسم کا الزام مسلمانوں پر لگایا ہے۔ لیکن نہایت افسوس کا مقام ہے۔ کہ اب جبکہ دارو گیر کا وقت آیا ہے۔ اور مجرموں کو ان کے کئے کی سزا دینے کے لئے عدالتوں نے کارروائی شروع کی ہے تو اس واقعہ کے متعلق ہندوؤں اور سکھوں نے نہایت ہی حیرت انگیز رویہ اختیار کر لیا ہے۔ اس کے متعلق اگلے نمبر میں عرض کیا جائیگا۔

بدزبانی کا نیا پلندہ

ہائی کورٹ پنجاب کے جسٹس دلیپ سنگھ صاحب نے رنگیلا رسول کے مصنف کو بری کر کے جو صورت پیدا کر دی ہے۔ وہ اس امر کی بنیاد ہے کہ پنجاب میں گندہ اور منافرت آمیز لٹریچر کی اشاعت ہو۔ اور اس طرح صوبہ میں امن قائم ہونے کی بجائے فتنہ وفساد بڑھتا رہے۔ فیروزپور سے "پنجابی ڈنڈا" کے نام سے ایک اخبار اسلام و مسلمانوں کے خلاف بدزبانی کا پلندہ ہندوؤں نے جاری کیا ہے۔ اس کے متعلق اگر یہ کہا جائے کہ ہائی کورٹ کے فیصلہ سے جرأت پا کر مسلمانوں کو لہولہان کرنے کے لئے یہ ڈنڈا اس شدت سے گھمایا جا رہا ہے۔ تو بالکل درست ہے۔

افسوس کہ ہم کسی لحاظ سے بھی ہائی کورٹ کے اس فیصلہ کو قابل تعریف نہ

شریعت اور رواج

معلوم ہوا ہے۔ امرتسر میں وراثت کا ایک مقدمہ چل رہا ہے جس میں ایک مسلمان خاتون مدعیہ ہے۔ اور شریعت کے مطابق ترکہ کی تقسیم کرانا چاہتی ہے۔ اس کے بھائی مدعا علیہم ہیں۔ جن میں سے اکثر رواج کے مطابق تقسیم جائداد کرنا چاہتے ہیں۔ مدعیہ کے گواہ پیش ہو چکے ہیں۔ مدعا علیہم کے گواہ ۹ر جولائی کو پیش ہونگے۔ امرتسر میں اس مقدمہ کے فیصلہ کا انتظار بڑے شوق سے کیا جا رہا ہے شریعت کا پاس کرنے والوں کے لئے تو تقسیم ترکہ میں کوئی دشواری ہی نہیں آتی۔ اسلام نے ہر ایک شریک کا علیحدہ علیحدہ حصہ مقرر کر دیا ہے۔ لیکن افسوس کہ شریعت کے اس فیصلہ کی بہت کم پروا کی جاتی ہے۔ اور غضب ستم یہ کہ اپنی شریعت نوازی کی نمائش سرکاری عدالتوں میں جا کر کی جاتی ہے۔ یہ تو گوارا کیا جاتا ہے۔ کہ ساری جائداد مقدمہ بازی میں تباہ کر دی جائے۔ مگر یہ پسند نہیں کیا جاتا۔ کہ شریعت کے فیصلہ کے آگے سر تسلیم خم کر کے گھر میں فیصلہ کر لیا جائے۔ اور بیجے نقصان علیہ و دیگر شماتت ہمسایہ کا اپنے آپ کو مصداق نہ بنایا جائے۔ افسوس ہے۔ کہ جائداد کی تقسیم کے جھگڑوں میں بیسیوں خاندان تباہ ہو گئے۔ وہ جائدادیں بھی اُن کے ہاتھ سے نکل گئیں جن کی خاطر شریعت کے حکم کو انہوں نے پس پشت ڈالا۔ مگر ابھی تک مسلمانوں کو یہ سمجھ نہ آئی۔ کہ جائز حق داروں کا حق رواج کی مدد سے مارنے کے کس قدر نقصان ہیں۔

مہاراجہ بھرت پور کی معزولی کی خبر

مہاراجہ بھرت پور کے ریاست سے دست بردار ہونے کے متعلق کئی بار خبریں شائع ہو چکی ہیں۔ لیکن تازہ خبر بہت کچھ اہمیت رکھتی ہے۔ جس سے ظاہر ہے۔ کہ عنقریب مہاراجہ صاحب ریاست سے قطع تعلق کر لیں گے۔ اور پھر ان کو اتنا بھی حق نہ ہوگا۔ کہ ایک چپڑاسی کو بھی موقوف کر سکیں۔ واقعہ یوں بیان کیا جاتا ہے۔ کہ مہاراجہ صاحب کے خلاف پولیٹیکل ڈیپارٹمنٹ نے گیارہ الزامات لگا کر کہہ دیا تھا۔ کہ وہ اختیارات سے دست بردار ہو جائیں۔ مگر مہاراجہ صاحب نے انکار کر دیا۔ اس پر گورنمنٹ ہند حکماً مہاراجہ صاحب کو معزول کرنے پر غور کر رہی تھی۔ کہ انہوں نے پنڈت ہری کشن کول سابق کمشنر پنجاب کو کلی اختیارات حوالے کر دینے پر آمادگی ظاہر کی اس پر اس وقت تک عمل ہو چکا یا عنقریب ہو جائیگا۔

مہاراجہ صاحب پر جس قسم کے الزامات لگائے گئے۔ ان کی نوعیت تو پورے طور پر ہمیں معلوم نہیں۔ لیکن اس میں شک نہیں۔ انہیں اپنی مسلمان رعایا کے حقوق کی قطعاً پروا نہ تھی۔ اور انہی کی ریاست تھی۔ جہاں کے مسلمانوں کو سرکاری اثر اور رسوخ اور سرکاری

افسروں کی امداد سے مرتد بنایا گیا۔ اور جب احمدی مبلغوں نے ریاست کے ایک مشہور گاؤں اکرن میں پہنچ کر وہاں کے ملکانوں کو ارتداد سے توبہ کرائی۔ تو پولیس اور حکام نے نہ صرف ان کو دوبارہ ارتداد کے لئے مجبور کیا۔ بلکہ احمدی مبلغوں پر طرح طرح کی سختیاں کیں۔ اور آخر ریاست کی کونسل نے حدود ریاست سے بھی ان کے اخراج کا حکم دیدیا۔

جس علاقہ کے حکمران کی یہ حالت ہو۔ وہ اگر مظلوموں کی آہ کا شکار ہو جائے تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن
اجابت از در حق بہر استقبال می آید

تجارت اور اشاعت اسلام

تجارت اشاعت اسلام کا ایک بہت بڑا اور کامیاب ذریعہ ہے۔ قرن اول میں تاجر پیشہ اصحاب نے اشاعت اسلام میں جس قدر حصہ لیا۔ وہ نہایت ہی خوش کن تھا۔ مسلمان تاجر مختلف ممالک میں تجارت کا مال لیکر بحری و بری سفر کے ذریعہ پہنچتے۔ اور مال پہنچنے کے علاوہ اسلام کی سادہ اور فطرت کے عین مطابق تعلیم کا درس اپنے اعلےٰ اخلاق اور اعمال سے دیتے۔ اسی ہندوستان میں محمد بن قاسم فاتح سندھ کے حملہ سے پہلے مسلمان تاجروں کے ذریعہ سندھ اور اس کے نواح میں اسلام کی روشنی پھیل چکی تھی۔ چین جہاں آج کروڑوں مسلمان ہیں۔ وہاں نہ تو کبھی اسلامی سلطنت قائم ہوئی۔ اور نہ کوئی باضابطہ اسلامی مبلغین کا وفد گیا۔ وہاں تاجروں کے ذریعہ ہی اشاعت اسلام ہوئی اس زمانہ میں جبکہ تجارتی کاروبار بہت بڑھ گیا۔ افسوس ہے کہ مسلمان اس میں بہت پیچھے رہ گئے۔ لیکن اب جبکہ اسلام سخت خطرہ میں ہے مسلمانوں کو تجارت کی طرف خاص طور پر توجہ کرنی چاہیئے۔ اور اس کے ساتھ ہی اشاعت اسلام کے فرض کو نہیں بھولنا چاہیئے۔

سانڈھن میں آریوں کی ناکامی

ابھی چند ہی دن ہوئے آریہ اخباروں نے بڑے فخر اور خوشی کے ساتھ اعلان کیا تھا۔ کہ سانڈھن کا اسلامی قلعہ آریوں نے فتح کر لیا ہے۔ یعنی وہاں کے ملکانوں کو مرتد بنانے میں وہ کامیاب ہو گئے ہیں۔ لیکن اب خود اپنے پٹنے اور لٹنے کا رونا رو رہے ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے:-

"لالہ امیدی لال جی جو ایک بڑے معزز آدمی ہیں۔ اور شدھی کے اس علاقہ میں خاص کر مددگار ہیں۔ ان کو اس طرح جبکہ وہ اکیلے جا رہے تھے۔ راستہ میں پکڑ لیا گیا۔ روپے وغیرہ چھین لئے۔ اور خوب زدوکوب کیا۔ ۱۹ر اپریل کو جبکہ برہمچاری رویندا اپدیشک شدھی سبھا کچھ دوائیاں اور کچھ دیگر سامان لے کر سانڈھن کو جا رہے تھے ان کو گاؤں کے باہر ہی گھیر لیا اور سب سامان چھین لیا۔ اور جو کچھ نقد جیب میں تھا۔ نکال لیا اور بہت بے رحمی سے زدوکوب کیا۔" (آریہ گزٹ دہلی)

اگر سانڈھن کا اسلامی قلعہ آریہ فتح کر چکے ہیں اور احمدی مبلغین بقول آریوں کے اس قلعہ کو بچانے میں ناکام رہے ہیں۔ تو پھر ان کو لوٹنے اور مارنے والے لوگ کہاں سے آ گئے۔ اور کدھر گئے وہ لوگ جن کو انہوں نے مرتد بنایا تھا۔ بات یہ ہے۔ جب وہاں کے غیور ملکانے آریوں کو اپنے گاؤں میں فتنہ انگیزی کے لئے داخل نہیں ہونے دیتے تو وہ شور مچا دیتے ہیں۔ کہ ہم مارے گئے۔ لوٹے گئے تاکہ جھوٹے مقدمات کے ذریعہ ان لوگوں پر قابو حاصل کر سکیں۔ اس سے اتنا تو صاف ظاہر ہے کہ احمدی مبلغین کی کوششوں سے سانڈھن کے ملکانوں میں اتنی غیرت پیدا ہو گئی ہے۔ کہ وہ اپنے ہاں آریوں کی فتنہ انگیزی کو گوارا کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

شدھی کا سوانگ

ایک سناتن دھرمی شری ہنت لچھمن داس صدر استقبالیہ کمیٹی کمبھ نے شدھی کے متعلق اپنے ایڈریس میں جو خیالات ظاہر کئے وہ اس بات کا ثبوت ہیں۔ کہ جس قسم کی شدھی پر آریہ آج کل زور دے رہے ہیں۔ وہ ہندو دھرم کے بالکل خلاف ہے۔ اور محض سیاسی غلبہ حاصل کرنے کے لئے ہے۔ مہنت صاحب موصوف نے فرمایا۔

"شدھی کے نام سے جو آج کاریہ ہو رہا ہے۔ وہ بہت خوفناک ہے جس ریتی نیتی اور ارادے سے سدھارکوں نے یہ کام اٹھایا ہے۔ بھارت ورش کی شانتی (اطمینان) اور ایکتا کیلئے نقصان دہ ہے سناتن دھرمیوں کو اس بات کیلئے کوسا جاتا ہے کہ وہ اور جاتیوں کو اپنا نہیں جانتے۔ اس کا سماہان یہی ہے۔ کہ ہمارے ہاں شاستروں میں پرائشچت کا ودھان ہے۔ جو اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ کسی خاص وجہ سے پتت ہوئے ہوؤں کو ہم پرائشچت کے ذریعہ اپنا سکتے ہیں لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ بھنگیوں اور چماروں کو شاستر مریادہ کے برخلاف جنیؤ دیکر ورن آشرم کی مریادا کو نشٹ کیا جائے ان سدھارکوں نے ابھی تک جن لوگوں کی شدھی کی ہے۔ اس کا نتیجہ کیا ہوا ہے۔ یہ سب پر روشن ہے۔ اس طرح شدھی کرکے کئی قسم کی خرابیاں پیدا کی جا رہی ہیں۔ سناتن دھرم اس طرح سوانگ نہیں رچ سکتا دولت کا جھوٹا لالچ دیکر اور بغیر کسی کو سونڈ لیا شدھی نہیں سناتن دھرم اس قسم کے کام کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ سناتن دھرم پرائشچت دوارہ انہیں اپنا بنا سکتا ہے۔ جو ہندو دھرم پریم ہو۔ اور ہندو دھرم کی مریادا اور ہندو کو سمجھتے ہوں۔ اور شاستروں کی تعلیم کے مطابق نیچ اچھوت جاتیوں اور سب دھرمیوں کو جنیؤ دیدینا تو دہی ان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

دشمنان اسلام کے مقابلہ میں تمام مسلمانوں کو متحد ہونے کی تحریک

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۳ مئی ۱۹۲۷ء

میں آج ضرورت زمانہ کے لحاظ سے

ایک اہم مضمون

کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ لیکن بوجہ اس کے کہ میرے گلے میں کچھ تکلیف ہے۔ جس کی وجہ سے نہ تو میری آواز پوری طرح نکل سکتی ہے اور نہ مجھے طبی لحاظ سے زیادہ زور سے بولنا جائز ہے۔ اس لئے میں نہایت اختصار سے کام لینے کی کوشش کرونگا اور امید رکھوں گا۔ کہ ہر وہ شخص جس کے دل میں اسلام سے کچھ بھی محبت باقی ہے۔ ہر وہ شخص جس کے دل میں مسلمانوں کی کچھ بھی الفت باقی ہے۔ ہر وہ شخص جس کے دل میں قرآن کریم کے متعلق کوئی ادب و احترام باقی ہے۔ اور ہر وہ شخص جس کے دل میں ملت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق کوئی درد باقی ہے۔ وہ میرے ان کلمات کی طرف غور کے ساتھ اور تدبر سے توجہ کریگا۔ اور ان کے مطابق اپنے اندر

اصلاح پیدا کرنے کی کوشش

کریگا:

دنیا میں ہم دیکھتے ہیں۔ کہ اختلاف ہر جگہ پایا جاتا ہے۔ کوئی دو وجود دنیا میں ایک جیسے نظر نہیں آتے۔ بعض دفعہ انسانی آنکھ اور انسانی نظر اس اختلاف کو نہیں دیکھ سکتی۔ جو دو ایک جیسی چیزوں میں ہوتا ہے لیکن خوردبین کے ذریعہ اگر ان کو دیکھا جائے۔ تو ان کی شکلوں میں بھی

سینکڑوں قسم کے اختلاف

نظر آجائیں۔ اسی طرح طبائع میں اختلاف ہوتا ہے۔ میلانوں میں اختلاف ہوتا ہے۔ طاقتوں میں اختلاف ہوتا ہے۔ خواہ وہ طاقتیں جسمانی ہوں۔ یا دماغی۔ عمروں۔ شکلوں۔ قدوں میں اختلاف ہوتا ہے۔ غرض کوئی چیز ایسی نظر نہیں آتی جس میں اختلاف نہ ہو۔ لیکن باوجود اس اختلاف کے ہم آپس میں لڑتے جھگڑتے نہیں۔ کوئی شخص کسی دوسرے شخص سے نہیں لڑتا اس وجہ سے۔ کہ تیرا قد مجھ سے لمبا ہے۔ یا چھوٹا ہے۔ اسی طرح کوئی کسی سے نہیں لڑتا۔ اس لئے کہ تیری شکل مجھ سے اچھی ہے۔ یا تو مجھ سے بدصورت ہے۔ اسی طرح کوئی کسی سے اس بات پر نہیں لڑتا کہ تو مجھ سے زیادہ علم رکھتا ہے۔ یا مجھ سے کم علم رکھتا ہے۔ اور پہلے تو اس پر بھی لڑائی نہیں ہوا کرتی تھی۔ کہ تیرا رنگ کالا ہے۔ اور میرا گورا ہے۔ گو آج کل یہ سوال پیدا ہو رہا ہے۔ اور گوری قومیں کالی قوموں پر حکمرانی کرنا اور اپنے ماتحت رکھنا اپنا حق سمجھتی ہیں مگر حقیقت یہ ہے۔ کہ اب بھی

گوری اور کالی قوم

کی رنگت کی وجہ سے لڑائی نہیں بلکہ گورے اور کالے تمدن کی لڑائی ہے۔ گوری قوم کالی سے اور کالی گوری سے اس لئے ڈرتی ہے۔ کہ ایک کا تمدن دوسری کے تمدن کو تباہ نہ کردے:

غرض

اختلاف ہر چیز میں

پایا جاتا ہے۔ مگر اسکی وجہ سے ہر ایک دوسرے سے لڑتا جھگڑتا نہیں اس کی کیا وجہ ہے۔ یہ کہ ہر شخص سمجھتا ہے۔ کہ یہ اختلاف میرے کام اور میرے مقصد میں روک نہیں ہے۔ مثلاً ایک زمیندار ہے۔ وہ جانتا ہے۔ اگر دوسرے کسی زمیندار کا قد مجھ سے لمبا ہے۔ تو میرے کام میں حارج نہیں۔ اور اگر چھوٹا ہے۔ تو میرے مقصد میں روک نہیں۔ اگر ایک زمیندار کا رنگ گورا ہے۔ تو اس وجہ سے اس کا دوسرے کالے رنگ کے زمیندار کی کھیتی سے کم غلہ نہیں پیدا ہوگا اور اگر کالا ہے تو گورے رنگ کے زمیندار کی کھیتی سے کم غلہ نہیں نکلے گا۔ پس اس اختلاف کا ان میں سے کسی پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اس لئے اسکی کوئی پرواہ نہیں کرتا:

اس عام حالت سے ہم یہ اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ دنیا میں اسی اختلاف پر لوگ لڑتے ہیں جو کسی کے کام اور مقصد میں حارج ہوتا ہے۔ لیکن وہ جو حارج نہ ہو۔ اس پر نہیں لڑتے۔ مثلاً

قد کا اختلاف

ہے۔ یہ فوج میں بھرتی ہونے کے معاملہ میں حارج ہو جاتا ہے جب بھرتی ہوگی۔ اور اس کے لئے خاص ناپ کے قد کی شرط ہوگی۔ تو بھرتی کرنے والا افسر اس شخص کو بھرتی نہیں کریگا جس کا قد اتنا لمبا نہ ہوگا۔ مگر یہ ہو سکتا ہے۔ کہ وہیں سے نکل کر کسی مجلس میں جانا ہو۔ تو افسر اور وہ شخص جسے اس نے بھرتی نہ کیا تھا۔ دونوں شامل ہوں۔ کیونکہ اس مجلس میں شامل ہونے میں قد کا اختلاف حارج نہ ہوگا۔ اور اس میں اتنے قد کی شرط نہیں۔ جو فوج کے لئے ضروری تھا۔ تو ایک آفیسر فوج کے لئے بھرتی کرتے وقت ایک چھوٹے قد کے آدمی کو نکال دیگا۔ مگر چائے خانہ میں دونوں ایک جگہ بیٹھ جائینگے۔ وہاں قد کا چھوٹا ہونا حارج نہ ہوگا۔ پھر

550

اس سے بھی بڑھ کر

یہ ممکن ہے۔ کہ ایک امیر آدمی جب فوج میں بھرتی ہونے کیلئے جائے۔ تو افسر اس کا قد چھوٹا ہونے کی وجہ سے اسے منظور نہ کرے۔ اور انکار کردے۔ لیکن جب اس کی لڑکی سے شادی کی درخواست کرے تو وہ قبول کرلے۔ اپنے جسم کا ٹکڑا تو اسے دینے کے لئے تو تیار ہو جائیگا مگر فوج میں بھرتی نہ کرے گا۔ اس کی وجہ یہی ہوگی۔ کہ فوج میں قد کے چھوٹے ہونے سے حرج واقعہ ہوتا تھا۔ مگر شادی کر دینے میں کوئی حرج نہیں ہوگا:

پس اصل بات انسان یہی دیکھتا ہے۔ کہ جو کام وہ کرنے لگا ہے اس میں کسی کا اختلاف کہاں تک حارج ہوتا ہے۔ اب ہمیں یہ دیکھنا چاہیئے کہ مسلمانوں میں جو اختلاف ہے۔ اس کا ہمارے تعلقات پر کس قدر اثر پڑتا ہے۔ مثلاً

شیعہ سنی کا اختلاف

ہے۔ ان کا عقیدہ ہے۔ کہ وہ ایک دوسرے کے پیچھے نماز نہیں پڑھ سکتے۔ کیونکہ امام مقتدیوں کی طرف سے خدا تعالےٰ کے حضور درخواست پیش کرتا ہے۔ کہ ان کی دعائیں قبول کی جائیں۔ اب اگر شیعہ کے نزدیک سنی غلط عقائد رکھتا ہے یا سنی کے نزدیک شیعہ غلط عقائد رکھتا ہے۔ تو وہ کس طرح پسند کرے گا۔ کہ اپنی دعا کی درخواست ایسے شخص کے سپرد کرے۔ جس کے عقائد ہی اس کے نزدیک غلط ہیں۔ وہ تو یہی کہے گا۔ کہ میں اپنی درخواست اس کے ذریعہ پیش کروں گا۔ جس کے عقائد میرے نزدیک درست ہیں۔ تاکہ وہ منظور ہو سکے۔ اور اس کا یہ کہنا بالکل جائز ہوگا۔ کیونکہ اگر کسی کا مقصد بالکل صحیح ہوگا۔ تو اس کی

اقتداء میں نماز

پڑھنے سے زیادہ قبول ہوگی۔ اگر اس کے عقائد میں تھوڑا نقص ہے تو کم قبول ہوگی۔ اور اگر بالکل غلط عقائد رکھتا ہے۔ تو بالکل قبول نہ ہوگی۔ چونکہ اس اختلاف کا اثر انسان کے فوائد اور اسکی آخرت کی زندگی پر پڑتا ہے۔ اس لئے اگر کوئی شیعہ سنی کے پیچھے اور سنی شیعہ کے پیچھے نماز نہ پڑھے۔ تو کسی کو حق نہیں۔ کہ ان کو برا بھلا کہے۔ اگر ایک کے نزدیک دوسرے کے عقائد غلط ہیں۔ تو ان کا حق ہے۔ کہ ایک دوسرے کے پیچھے نماز نہ پڑھیں:

اسی طرح

رشتہ ناطہ کا معاملہ

ہے۔ ایک شخص سمجھتا ہے۔ کہ ہم میں عقائد کا اختلاف ہے۔ اور لڑکی

خاوند کے تابع ہوتی اور اس کا اثر قبول کرتی ہے۔ اس لئے میں ایسے شخص کو جنہیں دوں گا۔ جس کے عقائد کو میں صحیح نہیں سمجھتا۔ تو یہ بالکل جائز ہوگا۔ کیونکہ اس اختلاف کا اثر رشتہ کے معاملہ میں ضرور پڑتا ہے۔ اس وجہ سے لڑکی والے کا حق ہے۔ کہ کہہ دے۔ کہ فلاں کو لڑکی نہ دوں گا۔ کیونکہ اس کے عقائد کو میں درست نہیں سمجھتا۔ اور اس کے مذہب سے مجھے اختلاف ہے۔

پس جس حد تک

مذہب کے اختلاف کا اثر

معاملات پر پڑتا ہے۔ اس حد تک اس کا قائم رکھنا ضروری ہے کیونکہ مذہب کی قربانی کا مطالبہ نہیں کیا جاسکتا۔

مذہب کی قربانی کا مطالبہ

کرنے کا یہ مطلب ہے کہ خدا کی محبت کو دل سے نکال دیا جائے۔ اگر کوئی شخص مذہب کی قربانی کرتا ہے۔ تو یقیناً خدا تعالےٰ کی محبت اس کے دل سے نکل جاتی ہے۔ کیونکہ جب کوئی شخص خیال کرے کہ فلاں بات خدا تعالےٰ کی طرف سے اس طرح ہے۔ مگر دوسرے کی خاطر اسے قربان کرنے اور چھوڑنے کے لئے تیار ہو جائے۔ تو لازماً اس کے دل سے خدا تعالےٰ کی محبت نکل جائیگی۔ پس اس قسم کا مطالبہ کرنا کسی کے لئے جائز نہیں ہو سکتا۔ یہ خشیت اللہ کو دلوں سے مٹاتا ہے۔ حالانکہ خشیت اللہ ہی

مذہب کی جان

ہے۔ دیکھو اسلام صرف مسلم کو فائدہ دیتا ہے۔ مگر خشیت اللہ ہندو، عیسائی اور یہودی کو بھی فائدہ پہنچاتی ہے۔ اگر یہ نہ ہو۔ تو کوئی ہندو مسلمان نہ ہو۔ کوئی عیسائی مسلمان نہ ہو۔ کوئی یہودی مسلمان نہ ہو۔ خشیت اللہ کسی مذہب سے تعلق نہیں رکھتی۔ یہ فطرت سے تعلق رکھتی ہے۔ اور مذہب کو جلا کر دینا اس کا کام ہے۔ اس کا بیج سب انسانوں میں پایا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سچے مذہب میں لوگ داخل ہوتے رہتے ہیں۔ اور یہی باعث ہوتا ہے۔ کہ بسا اوقات جب کسی ہندو کے سامنے خدا کا نام لیا جاتا ہے۔ تو اس کی آنکھیں نیچی ہو جاتی ہیں۔ نرمی اس کے دل میں پیدا ہو جاتی ہے اور چہرہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ

محبت کے جذبات

اس میں پیدا ہو گئے ہیں۔ ایسا ہی عیسائیوں۔ یہودیوں اور سکھوں میں بھی ہوتا ہے۔ اور اسی کا نام

خشیت اللہ

ہے۔ یہی لوگوں کو ہدایت کی طرف راہ نمائی کرتی ہے۔ اور ہر ایک کے لئے ضروری ہے۔ کہ خشیت اللہ کو قائم رکھنے کی کوشش کرے۔ اور کسی مذہب کے لوگ اس کی قربانی نہ کرائیں۔

مگر دنیا میں ایسے مواقع بھی بکثرت آتے ہیں۔ جہاں مذہب کے اختلاف کا اثر اصل کام پر نہیں پڑتا۔ مثلاً

ملکر تجارت کرنا

ہے۔ اس میں احمدی اور غیر احمدی کا کوئی سوال نہیں پیدا ہو سکتا تجارت تو ہندو اور سکھ سے بھی ملکر ہو سکتی ہے یا مثلاً شفا خانہ بنانا ہے۔ اس کے بنانے کے لئے ہندو۔ سکھ اور مسلمان مل جاتے ہیں۔ تو اس سے کسی کے مذہب پر کوئی حملہ نہیں ہوتا۔ اور ملنے سے کسی قسم کی ضمیر کی قربانی نہیں کرنی پڑتی۔ لیکن کسی ایسی جگہ جہاں سب اقوام کے لوگوں کے ملنے سے مثلاً شفا خانہ کھل سکتا تھا۔ اور وہ نہ ملیں۔ تو

سب مجرم

ہونگے۔ کہ انہوں نے خلق خدا کو ایک فائدہ سے اس لئے محروم رکھا۔ کہ ان میں مذاہب کا اختلاف تھا۔ حالانکہ مذہب کے اختلاف کا اس کام پر کچھ اثر نہ پڑتا تھا۔

جیسا کہ میں نے ابھی مثال دی ہے۔ کہ ایک افسر فوج کے لئے بھرتی کرتے ہوئے ایک چھوٹے قد کے آدمی کو رد کر دیگا۔ لیکن ایک چائے گھر میں اس کے ساتھ داخل ہونے سے انکار نہ کریگا۔ اسی طرح ہسپتال میں جہاں سے ہر ایک مذہب کا آدمی فائدہ اٹھاتا ہے۔ کام کرنے میں کوئی حرج نہیں ہوتا۔ اور ایسا شخص مجرم ہوگا جو اختلاف مذہب کی وجہ سے اس میں شریک نہ ہوگا۔ اس لئے ایسی جگہ اختلاف کا استعمال کرنا جائز نہ ہوگا۔

تم

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمل

دیکھ سکتے ہو۔ اس سے یہی بات ثابت ہے۔ آپ جب مدینہ تشریف لے گئے۔ تو اس وقت یہ خطرہ پیدا ہوا۔ کہ مدینہ پر کفار حملہ کرینگے اور جس شہر پر حملہ ہوتا ہے۔ اس میں رہنے والے ہر شخص پر اس کا اثر پڑتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہاں کے لوگوں کو جمع کیا۔ اور انہیں بتایا۔ کہ ہم اب یہاں آ گئے ہیں۔ ہماری وجہ سے لوگوں میں جوش پیدا ہوگا اور وہ حملہ کرینگے جس کا اثر سب پر پڑیگا۔ پھر جس طرح ہم پر حملہ کرنے والے ہیں۔ اسی طرح تمہارے بھی دشمن ہیں۔ وہ تم پر حملہ کریں گے۔ پس گو تم یہودی اور مشرک ہو اور ہم مسلمان ہیں۔ مگر

دشمن سے حفاظت کرنے میں

مذہب کا تعلق نہیں ہے۔ آؤ ہم سب ملکر معاہدہ کر لیں۔ جس کی ایک شرط یہ ہو۔ کہ جو کوئی مدینہ پر آکر حملہ کرے۔ خواہ وہ حملہ کسی قوم پر ہو۔ سارے کے سارے ملکر اس کا جواب دیں۔ چنانچہ سب نے ملکر معاہدہ کیا۔ اور شرطوں میں حد بندیاں کر لی گئیں۔ گو یہود نے اس معاہدہ کی پابندی نہ کی۔ اور مشرک رہے ہی نہ۔ سارے کے سارے مسلمان ہو گئے۔ لیکن یہ تو ثابت ہو گیا۔ کہ جہاں فقط ہر اتحاد کا سوال تھا۔ وہاں سب کو اکٹھا کر لیا گیا۔

اب اس وقت

یہ سوال درپیش ہے

کہ اسلام کی جو حالت ہے۔ وہ مسلمانوں کو آپس کے اتحاد کی طرف توجہ دلاتی ہے۔ یا نہیں۔ ایک طرف

عیسائیوں کا نہایت خطرناک حملہ

مسلمانوں پر ہو رہا ہے۔ عیسائی انجمنوں کی طرف سے اعلان کیا گیا ہے۔ کہ اگر ہمیں ۵ ہزار مبلغ اور لاکھوں پونڈ دیئے جائیں۔ تو تھوڑے ہی عرصہ میں تمام اسلامی حکومتوں کے مسلمانوں اور دوسرے مسلمانوں کو عیسائی بنا لینگے۔ جنگ کے بعد مسلمانوں کی حالت خراب ہو گئی ہے۔ اور اب اگر ہم پوری کوشش سے کام لینگے۔ تو بہت جلد کامیاب ہو جائینگے۔ چنانچہ انہیں بکثرت آدمی مل رہے ہیں۔ اور اسلامی ملکوں میں نئے مشن کھولے جا رہے ہیں۔ پانچ ہزار آدمی اگر سال بھر میں سو سو لوگوں کو بھی دھوکہ میں لے آئے تو پانچ لاکھ سالانہ مسلمانوں سے نکل کر عیسائیوں میں جا ملیں گے۔ اور بیس سال میں موجودہ مسلمانوں میں سے ۵ فیصدی مسلمان عیسائی ہو جائیں گے۔ پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ آج جو قوم ایک سو آدمی اپنے اندر داخل کر گئی ہے۔ وہ آج سے پانچ سال کے بعد ہزار آدمیوں کو داخل کرنے کی طاقت رکھے گی۔ اور اس طرح ۴۰-۵۰ سال میں

سارے اسلامی عالم کی حالت

سخت خطرناک ہو جائیگی۔

دوسری طرف ہندو ہیں۔ جو اپنے سارے اختلافات کو چھوڑ کر یہ فیصلہ کر چکے ہیں۔ کہ مسلمانوں کو یا تو ہندوستان سے نکال دینگے یا ہندو بنا لینگے۔ اس فیصلہ کی ابتدا آریوں کی طرف سے ہو چکی ہے۔ مگر اس میں وہ لوگ بھی شامل ہیں۔ جنہیں سینکڑوں سال سے کبھی خیال بھی نہ آیا تھا۔ کہ کسی غیر مذہب کے آدمی کو بھی ہندو دھرم میں داخل کر سکتے ہیں۔ بلکہ اس بات کو

ہندو دھرم کے خلاف

سمجھا جاتا تھا۔ اور کسی غیر مذہب کے آدمی کو داخل کرنا اپنی قوم کو بھرشٹ کرنا قرار دیا جاتا تھا۔ مگر وہ قوم جو سینکڑوں اور ہزاروں سال سے یہ کہہ رہی تھی۔ کہ کسی کو اپنے دھرم میں داخل کرنا اپنی قوم کو بھرشٹ کرنا ہے۔ وہ بھی آریوں کی اس بات میں شامل ہو گئی ہے کہ یا تو مسلمانوں کو شدھ کر لیا جائے۔ یا ہندوستان سے نکال دیا جائے۔ اور عجیب بات ہے۔ کہ ان کے ساتھ جینی بھی مل گئے ہیں۔ جو ویدوں کو مانتے ہی نہیں۔ وہ بھی اس بات کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ کہ

وید کا جھنڈا

ہندوستان میں گھڑا کریں گے۔ حالانکہ وہ ہم سے بھی زیادہ ویدوں کے مخالف ہیں۔ ہم احمدی مسلمان تو یہ کہتے ہیں۔ کہ وید کسی زمانہ میں خدا تعالےٰ کی طرف سے آئے تھے۔ مگر جینی ان کو ناپاک کتاب سمجھتے ہیں۔ باوجود اس کے عجیب بات ہے۔ کہ مسلمانوں کے خلاف

جینی بھی ہندوؤں سے مل گئے ہیں۔ پھر سکھ بھی ان کے ساتھ ہو گئے ہیں۔ حالانکہ انہیں ہندو مذہب سے کوئی موانست نہیں ہے۔ اور نہ ہو سکتی ہے۔ ان کے گوروؤں نے ویدوں کی سخت مذمت کی ہے اور اسلامی احکام کی تعریف کی ہے۔ مگر ہندوؤں کی چالاکی اور ہوشیاری سے ان کے ساتھ شامل ہو گئے ہیں۔ ہمیں اس پر گلہ نہیں کیونکہ ہر قوم اپنے لئے جو پالیسی مناسب سمجھتی ہے۔ اس پر عمل کرتی ہے مگر

اپنے آپ پر غصہ

ضرور آتا ہے۔ کہ ہندوؤں نے تو سکھوں کو ملا لیا جن سے سکھوں کا کوئی تعلق نہ تھا۔ اور ہم نے اس کے لئے کچھ کوشش نہ کی۔ جن سے سکھوں کو مذہبی لحاظ سے بہت قریب کا تعلق تھا۔

غرض ان مختلف لوگوں نے

مسلمانوں کے خلاف اتحاد

کر لیا ہے۔ جن کے لئے اتحاد ممکن نہ تھا۔ اور انہوں نے فیصلہ کر لیا ہے۔ کہ یا تو مسلمانوں کو ہندو بنا لینگے۔ یا اس ملک سے نکال دیں گے۔ پبلک میں اس کے لئے تقریریں کی جاتی ہیں۔ اخباروں میں مضامین شائع کئے جا رہے ہیں۔ پھر یہی نہیں کہا جاتا۔ کہ ہندوستان سے مسلمانوں کو نکال دینگے۔ بلکہ یہاں تک کہا جاتا ہے۔ کہ

مکہ اور مدینہ پر اوم کا جھنڈا

گاڑینگے۔ یہ اوم کا جھنڈا تو محض بہانہ ہے۔ اور مسلمان اس کا مطلب نہیں سمجھے۔ مطلب ان کا یہ ہے۔ کہ مسلمانوں کو ہندوستان سے نکال کر یا ہندو بنا کر پہلے ہندوستان میں اپنی حکومت قائم کرینگے اور پھر اپنی فوج لیکر مکہ اور مدینہ کو فتح کر کے دنیا کو بتائیں گے۔ کہ دیکھو جس جگہ کے متعلق مسلمانوں کا یہ دعویٰ ہے۔ کہ وہ خدا کی حفاظت میں ہے۔ اسے ہم نے فتح کیا یا نہیں۔ اگر ہندوستان سے مسلمان نکال دیئے جائیں۔ اور یہاں

ہندوؤں کی حکومت

قائم ہو جائے۔ تو یہ اتنی بڑی طاقت ہو گی۔ کہ کوئی اسلامی ملک اس کا مقابلہ نہ کر سکیگا۔ ایران اور افغانستان کی آبادی ملکر چند کروڑ بنتی ہے اور وہ ۲۲ کروڑ آبادی کا کہاں مقابلہ کر سکتی ہے۔ غرض ہندوؤں کا مطلب یہ ہے۔ کہ ہندوستان میں اپنی حکومت قائم کر کے مسلمانوں سے بدلہ لیں۔ کہ اگر مسلمانوں نے ہندوستان میں حکومت کی تھی۔ تو ہم نے بھی بزور تلوار مکہ اور مدینہ کو فتح کر لیا

اب غور کرو۔ اوّل تو یہی بات ہر ایک مسلمان کے بدن پر رعشہ پیدا کر دینے والی ہے۔ کہ ۷ کروڑ مسلمانوں کو ہندوستان سے نکال دیا جائے۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔

ایک قیامت

ہے۔ جو مسلمانوں کے لئے برپا ہو گی۔ لیکن اگر یہی ہوتا۔ تو بھی بڑے فکر اور اندیشہ کی بات تھی۔ مگر اسی پر بس نہیں۔ بلکہ ہندوؤں کا یہ منشا ہے۔ کہ مسلمانوں کو ہندوستان سے نکالنے کے بعد عرب پر حملہ کیا جائے۔ اور مکہ کو جو

توحید کا مرکز

ہے۔ بتوں کا مندر بنا دیا جائے۔ پس اس وقت ہندوستان میں مسلمانوں کی حفاظت کا ہی سوال نہیں۔ بلکہ

اسلام کی حفاظت کا سوال

ہے۔ اگر واقعہ میں اس قسم کی حکومت ہندوستان میں قائم ہو جائے کہ ہر طرف ہندو ہی ہندو ہوں۔ اور کوئی مسلمان ہندوستان میں نہ رہے۔ تو پھر کسی مسلمان حکومت کے لئے بھی کوئی ٹھکانا نہیں۔ لیکن اگر

ہندوستان میں مسلمانوں کا عنصر

مضبوط ہو۔ جو ہندوؤں کو من مانی کارروائیاں نہ کرنے دے۔ تو ہندوؤں کو بھی یہ خطرہ ہو سکتا ہے۔ کہ اگر ہم نے کسی اسلامی ملک پر حملہ کیا۔ تو ہم بھی امن سے نہیں رہ سکیں گے۔ اس وجہ سے ہندو کسی بیرونی اسلامی ملک پر حملہ کرنے کا خیال بھی نہیں کر سکتے۔ یہ مسئلہ ہے۔ جس پر اس وقت مسلمانوں کو غور کرنا ہے۔ دیکھو اگر ایک زمیندار کی بٹ کا سوال ہو۔ تو اس کے لئے کس قدر فریقین جوش دکھاتے ہیں۔ مگر آج تو یہ سوال درپیش ہے۔ کہ ہندو مسلمانوں سے کہہ رہے ہیں۔

اب تم نہیں یا ہم نہیں،

پھر اگر ایک کنال زمین کا جھگڑا ہو۔ تو زمیندار اپنے بچوں کو لیکر لٹھ لئے جا کھڑا ہوتا ہے۔ اور کہتا ہے آج ہم مر جائیں گے یا اپنے دشمنوں کو مار دینگے۔ مگر جو سوال ہمارے سامنے ہے۔ وہ کسی کھیت کا سوال نہیں۔ کسی گاؤں کا سوال نہیں۔ کسی ضلع کا سوال نہیں کسی صوبہ کا سوال نہیں۔ کسی ملک کا سوال نہیں۔ بلکہ ساری دنیا کا بھی سوال نہیں۔ دنیا کی اس زندگی اور اگلی زندگی کا سوال ہے۔ اور وہ یہ کہ

اسلام قائم رہیگا یا نہیں

ایک بہت بڑی قوم اسلام پر حملہ آور ہے۔ جو روز بروز اپنے خطرناک ارادوں کو ظاہر کر رہی ہے۔ اور ہر روز اس کے ارادے خطرناک ہو رہے ہیں۔ وہ اس ارادہ کو لے کر کھڑی ہوئی ہے۔ کہ ملک کی پہلی حالت کو بدل کر اپنی حکومت قائم کرے۔ جو اسلامی حکومتوں کو مٹا دے۔ اور کوئی مسلمان دنیا میں باقی نہ چھوڑے۔ کیونکہ کون خیال کر سکتا ہے۔ کہ اوم کا جھنڈا مکہ پر گاڑا جائے۔ دراں حالیکہ کوئی اسلامی حکومت دنیا میں باقی ہو۔ یا کوئی مسلمان ہی زندہ ہو۔ پس جب کوئی قوم یہ کہتی ہے۔ کہ وہ مکہ پر اپنا مذہبی جھنڈا لگا دیگی۔ تو دوسرے لفظوں میں اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ ایک مسلمان کو بھی دنیا میں زندہ نہ چھوڑیگی۔ اور ایک بھی اسلامی حکومت نہ باقی رہنے دیگی۔ کیونکہ جب تک کوئی اسلامی حکومت باقی ہو۔ یا ایک ہی سچا مسلمان زندہ ہو۔ اپنی جان دیدیگا

مگر وہ یہ کبھی گوارا نہ کریگا۔ کہ مکہ پر اوم کا جھنڈا کسی کو گاڑنے دے پس جیسا کہ میں نے سمجھا یا ہے۔ یہ کوئی مذہبی سوال نہیں۔ اگر یہ مذہبی سوال ہوتا۔ تو مختلف مذاہب والے جن میں ایک دوسرے سے زمین و آسمان کا فرق ہے۔ وہ مسلمانوں کے خلاف کیوں مل جاتے۔ دراصل یہ سیاسی سوال ہے۔ ورنہ جینیوں اور سکھوں کا ہندوؤں سے کیا تعلق یہ لوگ اسلام کی نسبت ہندو مذہب کے زیادہ دشمن ہیں۔ ان کے اتحاد سے یقیناً معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ مذہبی سوال نہیں۔ بلکہ سیاسی ہے۔ پس اوم کے جھنڈے سے مراد اوم کا جھنڈا نہیں۔ بلکہ ہندوؤں کی حکومت اور

بنیوں کی حکومت کا جھنڈا

ہے جسے مکہ پر گاڑنا چاہتے ہیں۔

اب میں پوچھتا ہوں۔ ایسی حالت میں کسی اسلامی فرقہ کو جو دوسرے فرقہ کو کافر ہی سمجھتا ہو۔

اتحاد کرنے میں کیا عذر ہو سکتا ہے

ہندوؤں کے ان ارادوں کا کہ مکہ پر اپنی حکومت کا جھنڈا گاڑنا ہے احمدی یا غیر احمدی شیعہ یا سنی کے سوال سے کیا تعلق۔ فرض کرو شیعیت ہی سچی ہے۔ لیکن جب مکہ پر ہندوؤں کا جھنڈا جا گڑیگا تو کیا شیعیت باقی رہ جائیگی۔ یا احمدیت سچی ہے ہمارے عقیدہ کے رو سے۔ کیا وہ باقی رہ جائیگی۔ یا اگر حنفیت سچی ہے تو وہ باقی رہ جائیگی۔ یاد رکھو کوئی اسلامی فرقہ بھی باقی نہیں رہ جائیگا۔ سب مٹینگے۔ یہ کہہ دینا کہ

مکہ کی حفاظت

خدا کا کام ہے۔ ہمیں کچھ کرنے کی ضرورت نہیں سخت نادانی ہے۔ کیا خدا کا کام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کرنا نہ تھا۔ اور کیا مکہ کی حفاظت کی طرح ہی قرآن کریم میں آپ کے متعلق نہیں آتا۔ کہ واللہ یعصمک من الناس۔ پھر کیا صحابہ آپ کا پہرہ نہیں دیتے تھے۔ حدیثوں سے پتہ لگتا ہے۔ کہ ایک دفعہ ایک قبیلہ کے لوگ آتے اور آکر آپ کا پہرہ دیتے۔ حالانکہ اس وقت مدینہ پر اسلامی حکومت تھی۔ اور ایسے جان نثار موجود تھے۔ کہ جنہ

جنگ بدر کے موقعہ

پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں سے پوچھا۔ تمہاری کیا منشا ہے۔ تو اس وقت ایک صحابی نے کھڑے ہو کر کہا۔ یا رسول اللہ جو آپ کی مرضی وہی ہماری مرضی ہے۔ ایک اور مہاجر نے بھی یہی کہا۔ اس وقت تک انصار کم اور مہاجر زیادہ تھے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم انصار کی رائے معلوم کرنا چاہتے تھے۔ آپ نے فرمایا۔ نہیں رائے دو میں اسلئے پوچھتا ہوں۔ اسوقت انصار نے سمجھا کہ ہم سے پوچھتے ہیں ابتدا میں ان سے ایک معاہدہ ہوا تھا جس میں یہ شرط تھی۔ کہ اگر دشمن مدینہ پر حملہ کریگا۔ تو ہم لڑیں گے۔ لیکن مدینہ سے باہر جا کر نہیں لڑینگے۔ اب باہر جا کر لڑنا تھا۔ اسلئے ان سے پوچھا گیا تھا۔ ایک انصاری نے کھڑے ہو کر کہا۔ یا رسول اللہ وہ زمانہ اور تھا۔ جب ہم نے آپ سے معاہدہ کیا تھا۔ جب ہم نے آپ کو خدا کا سچا رسول مان لیا۔ تو پھر معاہدہ کیسا۔ آپ تو یہاں فرماتے ہیں۔ اگر آپ کہیں تو ہم

سمندر میں گھوڑے ڈال دینگے۔ آپکے دائیں اور بائیں لڑیں گے۔ اور آپ تک کوئی دشمن اس وقت تک نہ پہنچ سکیگا۔ جب تک ہماری لاشوں کو روندتا ہوا نہ آئیگا۔

پھر حدیثوں سے ثابت ہے۔

سب سے بہادر صحابی وہ

سمجھا جاتا تھا جو دوران جنگ میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کھڑا ہو کر لڑتا تھا۔ کیونکہ حملہ کا سارا زور اس جگہ ہوتا تھا۔ میں پوچھتا ہوں۔ جب خدا تعالیٰ نے آپکے متعلق یعصمک من الناس فرمایا ہے۔ تو پھر حفاظت کی کیا ضرورت تھی۔ چاہیئے تھا۔ صحابہ آپکو آگے کر دیتے اور خود پیچھے بھاگ جایا کرتے۔ مگر ایسا نہیں کیا جاتا تھا۔ بلکہ حفاظت کی پوری پوری کوشش کی جاتی تھی۔

پس یہ کہنا کہ مکہ کی حفاظت کی ہمیں ضرورت نہیں۔

سخت نادانی کی بات

ہے۔ مکہ اور مدینہ خواہ کتنی ہی محترم جگہ ہوں۔ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر نہیں ہو سکتیں۔ مدینہ کی برکت کیوں ہے۔ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت کی وجہ سے۔ اسی طرح مکہ کی برکت کیوں ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وجہ سے۔ پس جن کی وجہ سے ان مقامات کو برکت حاصل ہوئی۔ وہ زیادہ مبارک ہیں۔ یا یہ جگہیں۔ مکہ حقیقتاً کیا ہے۔ اینٹ پتھروں کی عمارتوں کا مجموعہ ہے۔ مگر محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو

خدا تعالےٰ کا زندہ نور

تھے۔ انکے مٹنے سے ایمان اور نور مٹتا تھا۔ مگر مکہ کے مٹنے سے کیا مٹ جاتا۔ پس اگر کسی کی حفاظت کی ضرورت تھی۔ تو وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود تھا۔ بے شک مکہ اور مدینہ کی حفاظت کا وعدہ خدا تعالیٰ نے کیا ہے۔ مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کے وعدہ سے زیادہ نہیں۔ اور اگر محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کے لئے

ظاہری تدبیریں

ضروری تھیں۔ تو مکہ کی حفاظت کے لئے کیوں نہیں۔

پس اس حملہ کے مقابلہ کے لئے جو اسلام کو مٹانے کے لئے کیا جا رہا ہے۔ مسلمانوں کو فیصلہ کرنا چاہیئے۔ کہ اسلام کو مٹ جانے دیا جائے۔ یا بچانے کی کوشش کی جائے۔ کوئی بھی مسلمان کہلانے والا کبھی یہ پسند نہ کریگا۔ کہ اسلام مٹ جائے۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ سب جماعتیں خواہ وہ سُنی ہوں یا شیعہ۔ چکڑالوی ہوں یا حنفی احمدی ہوں یا غیر احمدی۔ مل جائیں۔ اور ایسی تدبیر اختیار کریں۔ کہ ہندوستان کا کوئی خطہ اور کوئی گوشہ ایسا نہ رہ جائے۔ جس میں ہندوؤں کے اس حملہ کا جواب دینے والا کوئی نہ کوئی موجود نہ ہو۔ جب تک اس ارادہ اور اس عزم کے ساتھ مسلمان کھڑے نہ ہونگے۔ اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکیں گے۔ اسوقت مسلمانوں کے پاس حکومت نہیں۔ تجارت نہیں۔ بنک نہیں۔ رُعب نہیں۔ مگر ہندوؤں کے پاس یہ سب باتیں ہیں۔ جن سے وہ

کمزور مسلمانوں پر دباؤ

ڈال سکتے اور گرویدہ کر سکتے ہیں۔ ہندوؤں کو صرف اپنا منشاء اور مدعا پیش کرنے کی دیر ہے۔ ہزاروں لوگ ایسے موجود ہیں۔ جو ان کے لالچ میں آکر ہندو ہو جائیں گے۔ پس مسلمانوں کیلئے ضروری ہے۔ کہ ہر وہ طریق جو جائز ہو۔ اور جو فتنہ وفساد سے الگ ہو۔ اسے اختیار کریں۔ اور ایسا انتظام کیا جائے۔ کہ اتحاد سے اس حملہ کا مقابلہ کیا جائے۔ یقیناً اسلام میں اس وقت بھی وہ قوت اور طاقت موجود ہے۔ کہ اسے غلبہ حاصل ہو سکتا ہے۔ اور اس وقت بھی ایسے دلائل اور براہین حاصل ہیں کہ ہندو کیا۔

کوئی قوم بھی اسلام کا مقابلہ نہیں کر سکتی

مگر ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ ان کو دنیا تک پہنچایا جائے خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ

چمکتی ہوئی تلوار

مسلمانوں کو دی ہے۔ اب ضرورت ہے۔ کہ اس تلوار کے چلانے والے ہر جگہ ہوں۔ میں

اپنی جماعت کے دوستوں کو نصیحت

کرتا ہوں۔ کہ وہ چھوٹے چھوٹے اختلاف مٹا کر سب سے ملنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ اگر کوئی اہلحدیث بھی کھڑا ہو کر گالیاں بھی دیتا ہو۔ تب بھی اس کی مدد کرنے کے لئے تیار ہو۔ اور اسے کہو۔ اس وقت ہم اسلام کو بچانے کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔ آپکا جواب دینے کی ابھی فرصت نہیں ہے۔ اسی طرح خواہ کوئی تمہارا کتنا ہی دشمن ہو۔ اس کی دشمنی کو نظر انداز کر دو۔ اگر کوئی گالی دے۔ تو تم اسے دعا دو۔ اگر کوئی تمہیں تھپڑ مارے۔ تو اس کا بوجھ اٹھالو۔ تا تم میں یہ تبدیلی دیکھکر اس میں بھی تبدیلی پیدا ہو۔ اور وہ بھی

اسلام کی خدمت

کے لئے تیار ہو جائے۔ پس ضرورت ہے کہ تم لوگ نمونہ دکھاؤ اگر تم نمونہ دکھاؤ گے۔ تو دوسروں میں بھی ضرور تبدیلی پیدا ہو جائیگی۔ اور مسلمانوں میں وہ روح نظر آنے لگے گی جو زندگی کی علامت ہوتی ہے۔ جسے دیکھ کر دشمن مایوس ہو جائیگا اور اپنی ناکامی اور نامرادی اپنی ذلت اور شکست اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ لیگا۔ اور بجائے اسکے کہ اوم کا جھنڈا مکہ میں گڑے

اسلام کا جھنڈا

ساری دنیا میں گاڑا جائیگا۔ پس خوب اچھی طرح سمجھ لو یہ وقت بہت نازک ہے۔ دیر اور سستی کا قطعاً موقع نہیں۔ میں اپنے سب دوستوں سے چاہتا ہوں کہ آج سے ہی وہ اپنے اندر خاص تبدیلی پیدا کریں۔ اور دوسروں کو اسوقت کی نزاکت سمجھائیں۔ پس آج سے اپنے چھوٹے چھوٹے اختلافات مٹا دو۔ اور متفق اور متحدہ دشمن کا مقابلہ کرو۔ اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کی مدد کرے۔

آمین

امریکہ میں تبلیغ اسلام

میں نیو یارک۔ نیو آرک۔ بروک لین۔ انڈیا نیپلس۔ سنسناٹی اور ڈیٹرائیٹ کا دورہ کر کے بخیریت شکاگو پہنچا۔ نیو یارک میں ہمیشہ ہی تبلیغی کام زیادہ ہوتا ہے۔ لیکن وہاں زیادہ عرصہ قیام نہیں کر سکتا۔ کیونکہ مرکز کا خیال رہتا ہے۔ نیو یارک میں لیکچروں کے لئے اس قدر دعوتیں آتی ہیں۔ کہ میں قبول نہیں کر سکتا۔ اور اس کی وجہ صرف قلت وقت ہے۔ اس سفر میں خط وکتابت کا کام بخوبی نہیں ہو سکا۔ ایک تو لیکچروں ملاقاتوں کا سلسلہ زیادہ رہا۔ دوسرے ۱۰ دن تک میں سخت بیمار رہا۔ اس طرح بہت سے خطوط جمع ہوتے رہے۔ اور جواب نہ دیا جا سکا۔ آج شکاگو واپس آئے ہوئے ۸ دن ہو گئے ہیں۔ اور تمام دن تحریری کام کرتا رہتا ہوں۔ لیکن پھر بھی ابھی تک تمام خطوط کے جواب ختم نہیں ہوئے۔

شہر ڈیٹرائیٹ میں تین دن ٹھیرا۔ سید عبدالرحمٰن صاحب کی کوششوں سے دو صاحبان نے حضرت خلیفۃ المسیح صاحب کی بیعت کی۔ اور ایک آئرش لیڈی بھی انہی کی تبلیغ سے اسلام لائی۔ ہمارا کام بفضل تعالیٰ بڑھ رہا ہے۔ مگر اس سرعت سے نہیں بڑھ رہا۔ جیسے کہ اس کے ذرائع اور مواقع ہیں۔ اگر ان تمام ذرائع اور مواقع سے کما حقہ فائدہ اٹھایا جائے تو احمدیت امریکہ کی ہر اک ریاست میں پہنچ سکتی ہے۔ میں نے ان حالات کو مدنظر رکھ کر صیغہ دعوت وتبلیغ کو ایک نئی سکیم بنا کر بھیجی ہے۔ یہاں پر ایک مشنری کا کام نہیں ہے۔ بلکہ کئی مشنریوں کا کام ہے۔ میں جب نیو یارک سے واپس آنے لگا۔ تو وہاں کی جماعت سے وعدہ کیا۔ کہ پھر جلد واپس آکر ان میں کچھ عرصہ ٹھیروں گا۔ یہی وعدہ انڈیا نیپلس میں بھی کیا۔ ایسا ہی سنسناٹی میں کہا۔ ڈیٹرائیٹ میں لوگوں کو ایسے ہی الفاظ سے تسلی دی۔ سینٹ لوئس والوں کو بھی تسلی بخش خط لکھتا رہتا ہوں۔ جب شکاگو پہنچا ہوں تو یہاں کے لوگ ایک وسیع ہال لیکر دو ماہ کے لئے باقاعدہ لیکچر دلوانا چاہتے ہیں۔ تمام جگہوں سے جہاں دورے کر آیا تھا۔ خط آتے ہیں۔ کہ وہ لوگ میرے منتظر ہیں۔ ادھر میں حیران ہوں کہ کیا کروں۔ دورے نہایت ہی ضروری ہیں۔ ایک تو مختلف شہروں میں تبلیغ ہو جاتی ہے۔ دوسرے جماعتوں میں ایک تازہ روح پیدا ہو جاتی ہے۔ مبلغ ایک گڈریہ کی مانند ہے۔ اگر گڈریہ بھیڑوں سے بہت دور نکل جائے۔ اور بہت دیر کے لئے نکل جائے۔ تو اس کی بھیڑوں کو بھیڑیئے کا خطرہ رہتا ہے۔ اس واسطے جب میں خاصکر نیو یارک جاتا ہوں۔ تو مجھے شکاگو کے لئے بہت فکر رہتا ہے۔ شکاگو سے نیو یارک

ایک ہزار میل کے فاصلہ پر ہے۔ اور ۴۰ ڈالر کرایہ خرچ ہوتا ہے میں جناب مفتی محمد صادق صاحب و پروفیسر محمد الدین صاحب و شیخ عبدالحمید صاحب آف لاہور کے قیمتی مشوروں کا بہت ہی ممنون ہوں۔ نیز سید عبدالرحمن صاحب۔ شیخ کرم الٰہی صاحب۔ مسٹر عاشق احمد و مسٹر یوسف کی مہمان نوازی کا بہت ہی مشکور ہوں کہ انہوں نے میرے لئے بہت تکلیف اٹھائی۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

بعض احباب اپنے لفافہ پر میرے نام کے آخر میں صاحب یا احمدی کا لفظ بڑھا دیتے ہیں۔ جو کہ ان ممالک میں ہرگز ضروری نہیں۔ بلکہ اکثر اوقات تکلیف کا موجب بنجاتا ہے۔ اس لئے ان سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ براہ کرم وہ میرے نام کے آخر صاحب یا احمدی نہ تحریر فرماویں۔ صرف میرا نام لکھا کریں۔

محمد یوسف خان
4448 Wabash Avenue
Chicago. (U. S. America)

چودہری ظہور حسین صاحب بی اے کا انتقال

نہایت افسوس ہے۔ کہ جماعت شملہ کے ایک معزز و محترم کارکن جناب چودہری ظہور حسین صاحب بی۔ اے اس دار فانی سے بعمر تقریباً تیس سال اپنے وطن موضع چودہری والا تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور میں انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ چودہری صاحب مرحوم و مغفور نے اسلامیہ کالج لاہور سے بی۔ اے کی ڈگری حاصل کی تھی۔ اور ۱۹۱۷ء یا ۱۹۱۸ء میں شملہ آکر ملازمت اختیار فرمائی۔ ابتداءً چند ماہ دفتر ڈی۔ ایم۔ ایس۔ آر جی ہیڈ کوارٹرز میں کام کیا۔ ازاں بعد فوڈسٹف بورڈ (Foodstuff Board) میں کچھ عرصہ کام کرتے رہے۔ پھر محکمہ آب وہوا شملہ میں مستقل ملازمت حاصل کی۔ گذشتہ دو سال سے کم و بیش چودہری صاحب مرحوم کی صحت خراب ہو رہی تھی۔ آخر کار مرض نے تپ دق کی صورت اختیار کی جس سے وہ جانبر نہ ہو سکے۔ اکتوبر ۱۹۲۶ء سے وہ دفتر سے رخصت پر تھے اور اپنے وطن میں علاج کرا رہے تھے۔ چودہری صاحب مرحوم ایک نہایت مخلص کارکن تھے انجمن شملہ کی طرف سے وہ جنرل سکرٹری کے عہدہ پر ممتاز تھے۔ نہایت کم گو مگر صائب الرائے تھے۔ اپنے مکان کا ایک حصہ انجمن کے ہفتہ وار اجلاس اور نماز جمعہ کے لئے وقف کر رکھا تھا۔ آخری وقت تک چندہ ادا کرتے رہے۔ مرکز کی ہر ایک تحریک میں حصہ لیتے رہتے۔ چودہری صاحب مرحوم نے تین بچے اور ایک بیوہ چھوڑی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کا حافظ و ناصر ہو۔ چودہری صاحب مرحوم کے والد صاحب اپنے علاقہ میں ذیلدار ہیں۔ اپنے خاندان میں احمدیت کا شرف صرف انہیں کو حاصل تھا جماعت شملہ ان کے ناقابل تلافی نقصان میں چودہری صاحب کے خاندان سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتی ہے۔ اور دعا کرتی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ چودہری صاحب مرحوم کے بچوں کو اپنے باپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے۔ ان کا ایک بھتیجہ مسمی نادر علی ان ہی کے زیر اثر رہ کر احمدیت کی سعادت حاصل کر چکا ہے۔

علاوہ مذکورہ خوبیوں کے چودہری صاحب مرحوم میں فیض عام کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ کئی ایک طالبعلم اصحاب کی ماہوار امداد کرتے تھے۔ یہ فیض عام صرف احمدیوں تک ہی محدود نہ تھا۔ اپنے موضع کے ایک ہندو طالب کو بھی انٹرنس کی تعلیم تک خرچ ارسال کرتے رہے۔

جماعت شملہ سے تین اصحاب پہلے ہی انتقال فرما چکے ہیں۔ تینوں ہی نہایت مخلص تھے۔ (۱) بابو محمد یوسف صاحب ہیڈ کلارک محکمہ آب وہوا۔ (۲) شیخ گلن صاحب مرحوم (۳) سوئم ڈاکٹر محمد حسن خان صاحب۔ ہر سہ احباب انجمن احمدیہ شملہ کے نہایت قیمتی اور مخلص کارکن تھے۔ اور جماعت شملہ کو ان کی وفات سے نہایت صدمہ پہنچا ہے۔ دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین۔

(برکت علی امیر جماعت احمدیہ شملہ)

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی دعاء سے سزائے پھانسی سے مخلصی

احقر نے حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ مگر بوجہ بُری سوسائٹی اور جاہلانہ مصروفیتوں کے عاجز نہ تو کوئی دینی خدمت ہی کر سکا اور نہ کبھی ایسا خیال پیدا ہوا۔ اسی اثناء میں گذشتہ سال یعنی جولائی ۱۹۲۶ء میں ایک قتل اور ایک کو مضروب کرنے کے جرم میں احقر معہ چار دیگر اشخاص کے ۳۰۲/۳۰۷ تعزیرات ہند کے رو سے عدالت میں چالان کیا گیا۔ جہاں سے بعد تحقیقات ۱۵ جنوری ۱۹۲۶ء کو سشن جج گوجرانوالہ نے میرے تین ساتھی ملزمان کو رہا کر دیا اور عاجز اور میرے چچا زاد بھائی حیدر کو دفعہ ۳۰۲ کے ماتحت پھانسی اور دفعہ ۳۰۷ کے ماتحت حبس دوام بعبور دریائے شور کی سزائیں دیں۔ بندہ نے اسی وقت درد دل سے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی۔ کہ خداوندا اب ایسے اسباب پیدا کر کہ میری اپیل ہائیکورٹ میں دائر ہو جائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے میری دعا کو فوراً قبول کیا۔ اور چودہری محمد شریف صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ جماعت فیروزوالہ (وردو اور دوست مسمیان نذر محمد و مراد علی میری امداد کے لئے کھڑے ہو گئے۔ چنانچہ ان مہربانوں نے چودہری ظفر اللہ خان صاحب و مسٹر ایم سلیم بیرسٹران کو وکلا پیروکار مقرر کیا۔ چودہری ظفر اللہ خان صاحب بیرسٹر نے مقدمہ لیتے ہی حضرت خلیفہ ثانی کے حضور دعا کے لئے لکھا۔ عاجز نے بھی متعدد بار حضرت صاحب کے حضور دعاؤں کے لئے عرضداشتیں روانہ کیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے خود ہی دعائیں کیں۔ اور دوبارہ بیعت بذریعہ خط پھانسی کی کوٹھڑی جیل گوجرانوالہ سے کی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور حضرت خلیفہ ثانی کی دعاؤں اور چودہری ظفر اللہ خان صاحب بیرسٹر پیروکار کی دعاؤں اور تیاری اپیل کی وجہ سے احقر معہ اپنے چچا زاد بھائی حیدر ۹ رمئی ۱۹۲۶ء کو مسٹر جسٹس براڈوے و مسٹر جسٹس سکیمپ جان ہائی کورٹ پنجاب لاہور سے بری (رہا) کر دیا گیا۔ اور ہم دونوں ۱۲ رمئی بروز جمعرات بوقت ۳ بجے دوپہر وارنٹ رہائی عدالت عالیہ لاہور سے آنے پر رہا ہو گئے۔ ہم ہر دو بھائیوں کی رہائی جو حضرت خلیفہ ثانی کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ ہمارے لئے سلسلہ احمدیہ کی صداقت کا معجزہ ہے۔ میں اپنے احمدی بھائیوں سے بذریعہ الفضل دعا کا خواہاں ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ مجھے دین کا سچا خادم بنائے۔ دوستوں کی دعاؤں کا مستحق رحمت علی زمیندار فیروزوالہ ضلع گوجرانوالہ

مسلمانان مین پوری کا جلسہ

مسلمانان مین پوری کا ایک جلسہ محمد ہادی یار خاں صاحب رئیس کوسمہ کی صدارت میں ۱۱ رمئی ۱۹۲۶ء بوقت ۵ بجے شام بمقام شہر مین پوری برمکان جناب صدر منعقد ہوا۔ اور مندرجہ ذیل تجاویز پیش ہو کر بغیر اختلاف کے منظور ہوئیں۔

(۱) یہ جلسہ مسلمانان مین پوری مشترکہ انتخاب کے خلاف آواز بلند کرتا ہوا خیال کرتا ہے کہ انتخاب کا موجودہ طرز عمل جو کونسل اور دوسری لوکل جماعت میں مستعمل ہے۔ وہ انکے حقوق کی نگہداشت کیلئے اشد ضروری ہے۔

(۲) جو حضرات مشترکہ انتخاب کے حامی ہیں۔ وہ مسلم پبلک کی رائے کی ترجمانی نہیں کرتے۔ بلکہ خود اپنی ذاتی رائے کا اظہار کرتے ہیں۔ لہذا یہ جلسہ ان حضرات کو جو مشترکہ انتخاب کے حامی ہیں مشورہ دیتا ہے۔ کہ وہ اپنی جگہوں سے مستعفی ہو کر اپنے نئے اصول کی بنا پر انتخاب کرائیں اور اپنی رائے کی صداقت کو جانچیں۔

(۳) یہ جلسہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے معاملات میں گورنمنٹ کی مداخلت کو بہ نظر تحسین نہیں دیکھیگا اور اسکے برخلاف آواز بلند کرتا ہے۔ یہ جلسہ وائس چانسلر اور پرو وائس چانسلر پر اظہار اعتماد کرتا ہے۔ اور امید کرتا ہے۔ کہ ارباب یونیورسٹی یونیورسٹی کے معاملات میں ضروری اصلاحات عمل میں لائیں گے۔

(نامہ نگار)

معاونین جرائد سلسلہ احمدیہ

"سن رائز"

جناب چوہدری ابوالہاشم خانصاحب (بنگال) نے ۱۳۰ خریدار کے نام سن رائز کے لئے دیئے ہیں جزاہ اللہ احسن الجزاء۔
جناب محمد سعید احمدی کلرک سرگودہا ۱ خریدار۔ جناب اے۔ بی ابراہیم سیلون ۲ خریدار۔ جناب غلام صمدانی صاحب ٹیرا ۱ خریدار سید فخر الاسلام صاحب اوورسیر چکوال ۳ خریدار۔ ریویو انگریزی کے لئے ۳ خریدار۔

"مصباح"

سید عزیز اللہ شاہ صاحب بالاکوٹ ایک خریدار۔ چوہدری محمد عبداللہ صاحب منگو سے ایک خریدار۔ خواجہ محمد شریف صاحب بچیاں ایک خریدار۔ بابو عبدالرحیم صاحب شیخ فاضل ضلع منٹگمری ایک خریدار۔ ملک شاہ دین صاحب جنگو اعوصوبہ گجرات ایک خریدار۔ منشی عبدالسمیع صاحب قادیان ایک خریدار۔ ماسٹر صدر الدین صاحب سیکرٹری انجمن احمدیہ کوہاٹ ایک خریدار۔ اہلیہ صاحبہ مستری اللہ بخش صاحب قادیان ایک خریدار۔

"الفضل"

ڈاکٹر احمد خانصاحب جودھپور ایک خریدار۔ شیخ کریم بخش صاحب نوشہرہ ایک خریدار۔ ملک حیات محمد صاحب پراچہ بھیرہ ایک خریدار۔ مفتی محمد صادق صاحب قادیان ایک خریدار۔ حکیم محمد عمر صاحب قادیان ایک خریدار۔

احباب جماعت کو توسیع اشاعت میں پوری توجہ دینی چاہیئے۔

۲۵ پونڈ کا عطیہ

جناب سیٹھ ایچ رحمت اللہ صاحب عثمان شاہی ملز حیدرآباد دکن نے مکرمی سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب کی معرفت ۲۵ پونڈ بھجوائے تا انگریزی ریویو (لنڈن) کی کاپیاں ان کی طرف سے یورپ میں تقسیم کی جاسکیں۔ اللہ تعالٰے محترم موصوف کو جزاء خیر بخشے۔ اور بیش از بیش خدمات اسلام کی توفیق دے۔ ضرورت ہے اس بات کی کہ ذی وجاہت و ذی ثروت احباب حفاظت و اشاعت اسلام کی طرف متوجہ ہوں۔ اور اس مثال کی تقلید کریں۔

شکریہ

مرحوم منشی محمد الدین صاحب اپیل نویس شہر سیالکوٹ کے فرزند مسٹر غلام قنبر نے شیخ احمد اللہ صاحب نوشہرہ کی تحریک پر ۳ صدر انجمن احمدیہ کے تمام اخبارات کے لئے غریب فنڈ میں دیئے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

(ناظم طبع و اشاعت قادیان)

ضرورت

(۱) بنگال کے ایک اسلامیہ کالج کیلئے انگریزی۔ فارسی۔ عربی۔ ریاضی۔ تواریخ اور فلاسفی کے چھ لیکچراروں کی۔

(۲) ایک معزز احمدی بھائی کو اپنے بچوں کی تعلیم کے لئے انٹرنس تک تعلیم یافتہ کی جو ساتویں جماعت تک تعلیم دے سکے۔ تنخواہ عنہ روپیہ ماہوار علاوہ کھانا اور مکان ہوگی۔

(۳) ایک معزز احمدی بھائی کو ایک باورچی کی تنخواہ ۱۸ روپیہ ماہوار۔ علاوہ کھانا ہوگی۔

(۴) ایک احمدی بھائی کو بنج کا کام کرنے والے آدمی کی ضرورت ہے۔ تنخواہ دس روپیہ ماہوار علاوہ کھانا ہوگی۔

خواہشمند بہت جلد اپنی اپنی درخواست معہ تصدیق چال چلن سیکرٹری امور عامہ یا امیر جماعت مقامی دفتر امور عامہ میں بھیجدیں۔

نوٹ:۔ اوّل الذکر پوسٹوں کیلئے نقول سارٹیفکیٹ بھی ساتھ بھیجنے ضروری ہیں۔ درخواستیں مخاطب پرنسپل کو کیا جائے۔ یہاں سے ان کی درخواستیں منزل مقصود تک بھیجدی جاویں گی۔

ایک احمدی نوجوان جو کسی قدر لکڑی کا کام جانتے ہیں۔ بوجہ غیر احمدی رشتہ داروں کے تعلقات قطع کر لینے کے چاہتے ہیں کہ کسی احمدی کے ذریعہ عمارتی اور فرنیچر کا کام سیکھ لیں۔ اور قابلیت کے مطابق کچھ گذارے کے لئے تنخواہ بھی ملتی رہے۔ لہذا بذریعہ اعلان احباب سے درخواست ہے کہ اس احمدی نوجوان کو کوئی احمدی مستری کام سکھلا کر ثواب حاصل کرے۔ خط و کتابت بذریعہ امور عامہ کیجائے۔ (ناظر امور عامہ۔ قادیان)

(اشتہارات)

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

باجلاس جناب شیخ محمد ظہیر صاحب۔ بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی۔ پی۔ ایس سب جج بہادر بٹالہ

مقدمہ نمبر ۲۲۷ سنہ ۲۷ء

نواب الدین شہور باوا ولد حاکو ارائیں۔ ساکن بٹالہ۔ مدعی

بنام

گاموں ولد سوج الدین (ارائیں) ساکن دہوو تحصیل و ضلع امرتسر مدعا علیہ

دعوی -/۱۲۵ تمسک

مقدمہ مذکورہ بالا میں مدعا علیہ مذکور پر معمولی طریقہ سے تعمیل سمن نہیں ہوتی ہے۔ لہذا اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر مدعا علیہ مذکور بتاریخ ۲۵/۵/۲۷ حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی و جواب دہی مقدمہ ہذا کی نہیں کرے گا۔ تو اس کے خلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاویگی۔ تحریر ۱۳/۵/۲۷

مہر عدالت — دستخط حاکم

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

باجلاس جناب شیخ محمد ظہیر صاحب۔ بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی۔ پی۔ ایس سب جج بہادر بٹالہ

مقدمہ نمبر ۲۴۲ سنہ ۲۷ء

بخشی رام ولد رام چند برہمن ساکن کالا ننگل تحصیل بٹالہ مدعی

بنام

بشن سنگھ ولد گمنا سنگھ رام گڑھیہ ساکن ملکا۔ والہ اصل حکم سنگھ ولد موتی رام گڑھیہ ساکن کالا ننگل تحصیل بٹالہ۔ مدعا علیہم

دعوی -/۵۰۰ تمسک

مقدمہ مندرجہ عنوان میں بشن سنگھ مدعا علیہ کی تعمیل معمولی طریقہ سے نہیں ہوتی ہے۔ لہذا اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر مدعا علیہ مذکور بتاریخ ۲۷/۵/۲۷ بوقت دس بجے صبح اصالتاً یا وکالتاً حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی و جواب دہی مقدمہ ہذا کی نہیں کرے گا۔ تو اس کے خلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاویگی۔ تحریر ۱۳/۵/۲۷

دستخط حاکم — مہر عدالت

مضمون اشتہار

بعدالت صاحب سب جج بہادر پرگنہ اُونہ۔ ضلع ہوشیارپور

۱۵۸۹ع

لچھمن داس ولد مہر ابل قوم کھتری سکنہ سنتو گھ گڑھ تھانہ و پرگنہ اُونہ۔ مدعی

بنام

مسمات عمری و نکو ولد مہرو قوم لیلاری سکنہ باہو۔ تھانہ و پرگنہ اُونہ۔ مدعا علیہ

دعوے دلاپانے مبلغ ۸۰ روپیہ بروئے نوشت بہی

مقدمہ مندرجہ عنوان میں نکو مدعا علیہ عـ۳ـ تعمیل سمن اور حاضری عدالت سے عمداً گریز کر رہا ہے۔ لہذا بذریعہ اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ نامبردہ بتقرر ۲۶/۵/۲۷ حاضر عدالت ہذا ہو کر جوابدہی و پیروی مقدمہ کرے۔ ورنہ کارروائی ضابطہ عمل میں آویگی۔ تحریر ۹/۵/۲۷

دستخط حاکم — مہر عدالت

الفضل کو نہ صرف ہندوستان میں بلکہ ہندوستان سے باہر تمام علاقوں میں عقیدت کی آنکھوں سے پڑھا جاتا ہے۔ اُجرت اشتہار نہایت واجبی ہے۔ فائدہ اٹھایئے۔

(اشتہار)

نارتھ ویسٹرن ریلوے

نوٹس

آنے والی محرم کی تعطیلات کے موقع پر سو میل سے زیادہ سفر کے لئے نارتھ ویسٹرن ریلوے کے تمام سٹیشنوں پر ۲ر جولائی سے لے کر ۱۰ر جولائی ۱۹۲۷ء تک واپسی کے رعایتی ٹکٹ حسب ذیل شرح پر فروخت ہونگے جو ۱۸ر جولائی ۱۹۲۷ء تک کام آسکیں گے:

پہلا اور دوسرا درجہ۔ ایک طرف کا پورا دوسری طرف کا ایک تہائی کرایہ

درمیانہ درجہ۔ ایک طرف کا پورا اور دوسری طرف کا نصف کرایہ

نارتھ ویسٹرن ریلوے ہیڈ کوارٹر آفس — جے۔ ایچ۔ چیز

لاہور مورخہ ۲۸ر اپریل ۱۹۲۷ء — برائے ایجنٹ

ضرورت رشتہ

دو تعلیم یافتہ امور خانہ داری سے واقف۔ صحت اچھی سید زادیوں کے لئے ایسے رشتوں کی ضرورت ہے جو تعلیم یافتہ برسر روزگار اور مخلص احمدی ہوں۔ رشتے سید ہونے چاہئیں۔ یا پھر قریشی یا مغل۔ خط وکتابت بنام

نذیر احمد چغتائی اسسٹنٹ ایڈیٹر الفضل قادیان

نکاح کی ضرورت

میرے ایک احمدی دوست کو جو نہایت مخلص تعلیم یافتہ ہے۔ اور روزگار بھی معقول ہے۔ نکاح ثانی کی ضرورت ہے۔ ان کی پہلی بیوی فوت ہو چکی ہے۔ راجپوت قوم کی ہیں تعلیم یافتہ۔ پابند صوم صلوٰۃ اور امور خانہ داری سے واقف ہو۔ ایسا ہی ایک احمدی لڑکی تعلیم یافتہ کے لئے رشتہ درکار ہے۔ جو قوم شیخ قانونگو سے ہو۔ حاجتمند احباب ذیل کے پتہ پر خط وکتابت کریں:

شیخ سمیع اللہ احمدی کلرک اکھنور۔ علاقہ جموں

ضرورت ضرورت

تعلیم الاسلام ہائی سکول کے لئے تین نارمل پاس اساتذہ کی ضرورت ہے۔ درخواست کنندگان نوجوان مستعد اور کھیلوں میں حصہ لینے والے ہوں۔ تنخواہ معقول حسب لیاقت مع پراویڈنٹ فنڈ

خاکسار

محمد دین مینجر ہائی سکول۔ قادیان

سانپ اور بچھو کے کاٹنے سے مت ڈرو

قرص دافع زہر بچھو و سانپ تیار ہو گئے ہیں۔ چونکہ موسم گرما میں بچھو و سرما میں سانپ کی کثرت ہو جاتی ہے۔ جس کے باعث اکثر لوگ ان کے کاٹے ہوئے زہریلے اثر سے پریشان پھرا کرتے ہیں۔ اور بروقت کسی مجرب دوا کے نہ ملنے کے جھاڑ پھونک کروانے پر مجبور ہوتے ہیں۔ لیکن پھر بھی ان کی تکلیف میں کوئی خاص کمی نہیں ہوتی ہے۔ لہذا پبلک کے نفع و آرام کی خاطر یہ قرص جو سانپ اور بچھو کے زہریلے اثر کو دور کرنے میں نہایت مفید ثابت ہوئے ہیں۔ ان کے لگاتے ہی زہریلا اثر دور ہو کر آرام ہونے لگتا ہے مشتہر کئے ہیں پس ایسی نفع بخش دوا کا ہر ایک بال بچے والے گھر میں ہونا باعث آرام ہے۔ تاکہ وقت بے وقت رات بے رات کام آوے۔ قیمت ۱۲ قرصوں کی (عہ) معہ ترکیب استعمال۔ خرچ پارسل بذمہ خریدار:

نوٹ: فرمائش کے ہمراہ ٹکٹ لفافہ میں بند کرکے روانہ فرما دیجئے۔ ورنہ تعمیل نہیں کی جائے گی:

المشتہر

مینجر شفاخانہ سعادت منزل متعلقہ حکیم میر سعادت علی صاحب معالج امراض کہنہ متصل چوک اسپایاں شاہ علی بنڈہ حیدر آباد دکن

حب اٹھرا

(۱) جن عورتوں کے حمل گر جاتے ہوں۔ (۲) جن کے بچے پیدا ہو کر مر جاتے ہوں (۳) جن کے ہاں اکثر لڑکیاں پیدا ہوتی ہوں (۴) جن کے گھر اسقاط کی عادت ہو گئی ہو (۵) جن کے بانجھ پن کمزوری رحم سے ہوں۔ اور کمزور ہی رہتے ہوں۔ ان کے لئے ان گو دبھری گولیوں کا استعمال اشد ضروری ہے۔ فی تولہ ؏۔ تین تولہ کے لئے محصول ڈاک معاف چھ تولہ تک خاص رعایت:

سرمہ نور العین

اس کے اجزاء موتی و ممیرا ہیں۔ اور یہ ان امراض کا مجرب علاج ہے۔ آنکھوں کی روشنی بڑھانے والا۔ دھند۔ غبار۔ جالا۔ ککرے۔ خارش۔ ناخونہ۔ پھولا۔ ضعف چشم۔ پڑوال کا دشمن ہے۔ موتیا بند دور کرتا ہے۔ آنکھوں کے لیند اور پانی کو روکنے میں بے مثل ہے۔ پلکوں کی سرخی اور موٹائی دور کرنے میں بے نظیر تحفہ ہے۔ گلی سڑی پلکوں کو تندرستی دینا۔ پلکوں کے گرے ہوئے بال از سر نو پیدا اور زیبائش دینا خدا کے فضل سے اس پر ختم ہے۔ قیمت فی شیشی دو روپے (عہ)

مفرح عروس زندگی

معدہ کے تمام فضلوں کو دور کرنے والی۔ مقوی دماغ محافظ روشنی چشم۔ نسیان کی دشمن اور جگر کو طاقت دینے والی جوڑوں کے درد۔ سینہ کو مضبوط بنانے والی۔ مقوی اعضاء رئیسہ دوائی ہے۔ اس کا روزانہ استعمال صحت کا بیمہ ہے۔ قیمت فی ڈبیہ ایک روپیہ چار آنہ (عہ):

مقوی دانت منجن

منہ کی بدبو دور کرتا ہے۔ دانتوں کی جڑیں کیسی ہی کمزور ہوں۔ دانت ہلتے ہوں۔ گوشت خورہ سے تنگ آگئے ہوں دانتوں سے خون آتا ہو۔ پیپ آتی ہو۔ دانتوں میں میل جمتی ہو۔ اور زرد رنگ رہتے ہوں۔ اور منہ میں پانی آتا ہو اس منجن کے استعمال سے یہ سب نقص دور ہو جاتے ہیں۔ اور دانت موتی کی طرح چمکتے ہیں۔ اور منہ خوشبودار رہتا ہے قیمت فی شیشی ۱۲ر:

المشتہر

نظام جان عبداللہ جان معین الصحت قادیان

ہندوستان کی خبریں

—— پردہان ہندو سبھا لاڑکانہ (سندھ) کے خلاف عبداللہ نامی ایک مسلمان نے تین بچوں کی ناجائز حراست کے متعلق جو دیوانی دعویٰ دائر کر رکھا تھا وہ عدالت ڈسٹرکٹ جج لاڑکانہ سے معہ خرچہ خارج کر دیا گیا۔ یہ وہی مقدمہ ہے جس پر پچھلے دنوں لاڑکانہ میں ہندو مسلمانوں کا فساد ہوا ؎

—— لاہور ۱۲ رمئی۔ راجہ ہری کشن کول نے آج ریاست بھرت پور کے دیوان کے عہدہ کا چارج لے لیا ؎

—— اس سال بنارس کی ہندو یونیورسٹی کے پہلے دوسرے تیسرے اور پانچویں سال کی جماعتوں میں جو عورتیں تعلیم حاصل کرنے کے لئے شامل ہونگی۔ موجودہ سیشن میں ان میں سے پندرہ کو ۱۵-۱۵ روپے کے وظائف دیئے جائیں گے۔ یہ وظائف شریمتی مہادیوی برلا کے نام سے ہونگے۔

—— امرتسر ۱۲ رمئی۔ مسلم خواتین کی ہوم سوسائٹی کی جنرل سیکرٹری فاطمہ بیگم صاحبہ نے امرتسر کی مسلم خواتین کے جلسہ میں تقریر کی۔ اور کہا سوسائٹی ہذا خیاطی۔ کھانا پکانے اور دیگر امور کی جماعتیں لاہور میں مستورات کی تربیت کے لئے جاری کر رہی ہے۔ آپ نے امرتسر کی خواتین سے اپیل کی۔ کہ وہ اس معاملہ میں لاہور کی پیروی کریں۔ فقط یہی عملی تجویز ہے۔ جو کہ مسلم خواتین کو مصائب سے بچا سکتی ہے ؎

—— پنجاب گزٹ کا ایک اعلان مظہر ہے۔ کہ حکومت عورتوں کے لئے میڈیکل اسکول قائم کرنے کی غرض سے زمین حاصل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ یہ زمین ۲۱۲ ایکڑ ہے۔ اور قلعہ گوجر سنگھ میں واقع ہے۔

—— امریکہ سے کرشن مورتی کی واپسی پر مسز بیسنٹ نے دوران ملاقات میں کہا۔ کہ امریکہ کے لوگوں نے کرشن مورتی میں بہت دلچسپی کا اظہار کیا۔ لیکن یہ ملک ابھی اُن کے پیغام کے لئے تیار نہیں ہے ؎

—— لاہور ۱۱ رمئی۔ مسٹر برنارڈ ڈیوٹ اپنی جدید مشین کے ساتھ کل شام کو شمالی پنجاب اور صوبہ سرحدی کے ایک وسیع ہوائی دورہ کے بعد پہنچے۔ آج صبح مسٹر موصوف شہر پر اڑے اور اشتہاری پمفلٹوں کا مینہ برسایا ؎

—— پشاور ۸ رمئی۔ حادثہ فاجعہ لاہور کی جانگداز خبر سنکر مسلمانان پشاور کا ایک عام جلسہ مورخہ ۸ رمئی کو منعقد کرنے کا انتظام کیا جا رہا تھا۔ اور اشتہارات چھپنے کے لئے مطبع جا چکے تھے۔ مگر افسوس کہ مورخہ ۷ رمئی کو ڈپٹی کمشنر صاحب ضلع پشاور نے جلسہ بند کرا دیا ؎

—— کلکتہ ۱۰ رمئی۔ چیف پریذیڈنسی مجسٹریٹ نے آج بھرتپور کے جواہرات کی چوری کے مقدمہ میں اپنا فیصلہ سنا دیا۔ عدالت نے مہاراج سنگھ بخشی ملزم کو شبہ کی بنا پر رہا کر دیا ہے ؎

—— مسلمانان کانپور نے ایک جلسہ عام میں اس مضمون کی تجویز پاس کی ہے۔ کہ پنجاب ہائی کورٹ کے جسٹس دلیپ سنگھ نے کتاب "رنگیلا رسول" کے پبلشر کی بریت کا جو فیصلہ صادر کیا ہے۔ اس کو وہ فکر اور تشویش کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اور گورنمنٹ سے مستدعی ہیں۔ کہ وہ اس فیصلہ کو منسوخ کرانے کی کوشش کرے۔ جلسہ کے چیئرمین کی طرف سے تجویز کا مضمون بذریعہ تار ہز ایکسلنسی گورنر پنجاب کی خدمت میں بھیج دیا گیا ہے ؎

—— دہلی ۱۱ رمئی۔ اپریل میں جام نگر میں والیان ریاست کا ایک اجتماع ہوا۔ جس میں پٹیالہ کے حکمران خاندان کو بھی راجپوتوں کی برادری میں شامل کرنے کی رسم ادا کی گئی۔ اس تقریب پر نوانگر کے جام صاحب نے بیان کیا۔ کہ جام نگر کی اور جیسلمیر کے قدیم تاریخی کاغذات سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ پٹیالہ کے حکمران جیسلمیر کے حکمران خاندان کی اولاد سے ہیں۔ جام صاحب نے مہاراجہ پٹیالہ کو شراب کا پیالہ پیش کیا۔ جسے مہاراجہ موصوف پی گئے۔ دوسرے والیان ریاست اور سرداروں نے بھی یہ رسم ادا کی۔ اور اس کے بعد راجپوتوں کی طرف سے ضیافت دی گئی ؎

—— کلکتہ ۱۲ رمئی۔ کل سہ پہر کو کلکتہ میں ایک شدید طوفان آیا۔ جو ایک گھنٹہ سے زیادہ عرصہ تک رہا۔ اخبار اسٹیٹسمین کی اطلاع ہے۔ کہ دو آدمی ڈوب گئے۔ اور ٹیلیفون کے ۱۲۰ سے زیادہ تار ٹوٹ گئے۔ دریا میں موٹر کے جہازوں اور کشتیوں کو نقصان پہنچا ؎

—— شملہ ۱۳ رمئی۔ کرنل ایچ۔ بی سینٹ جان مسٹر ایف ڈبلو جانسن کی جگہ بلوچستان میں گورنر جنرل کے ایجنٹ مقرر ہونگے

—— پٹنہ ۱۲ رمئی۔ پٹنہ کے قریب درجا گاؤں میں ہندوؤں نے مسلمانوں کے قبرستان کا ایک حصہ کھود کر بنیاد عمارت کی اینٹیں رکھ دی تھیں۔ صدر کے تحصیلدار نے ہندوؤں کو حکم دیا ہے۔ کہ چوبیس گھنٹے کے اندر اندر اینٹیں اٹھالیں۔ اور قبرستان پر قبضہ جمانے سے محترز رہیں۔ پولیس کو ہدایت کی گئی ہے۔ کہ ان احکام کے نفاذ کا خاص خیال رکھے ؎

—— بڑودہ ۸ رمئی۔ کل مسٹر ڈنڈیکار چیف جسٹس بڑودہ ہائی کورٹ پر مقدمہ کے دوران میں ایک شخص نے پتھر پھینکا۔ جسٹس موصوف نے حکم دیا ہے۔ کہ ملزم کے دماغ کا طبی ملاحظہ کیا جائے۔ یہ شخص زیر حراست ہے ؎

—— دس ہزار باشندگان بمبئی نے بمبئی کارپوریشن سے متحدہ طور پر شکایت کی ہے۔ کہ نباتاتی گھی کو اصلی گھی میں ملا کر فروخت کیا جاتا ہے۔ اور یہ ناجائز تجارت روز بروز ترقی کر رہی ہے جس سے صحت عامہ کو سخت نقصان پہنچ رہا ہے۔ کارپوریشن کو چاہیئے کہ اس ناجائز تجارت کا انسداد کرے ؎

—— دارجلنگ ۱۳ رمئی۔ رونبی کے باغ چائے میں ۱۱ رمئی کو قلیوں اور یورپین مینیجر میں جھگڑا ہو گیا۔ ان قلیوں نے پیشتر ہی کام چھوڑ رکھا تھا۔ جھگڑے میں انہوں نے یورپین مینیجر کو زدوکوب کیا ؎

—— آریہ سماج فتح آباد ضلع امرتسر کا سالانہ جلسہ ۱۳-۱۴-۱۵ رمئی کو ہونے والا تھا۔ کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب امرتسر نے اس جلسہ کے بند کرنے اور آئندہ دو ماہ تک کوئی بھی پبلک میٹنگ نہ کرنے کا آرڈر دے دیا ؎

—— لاہور ۱۳ رمئی۔ مسٹر کبو فسادات کے دنوں میں مسٹر اوگلوی ڈپٹی کمشنر لاہور کی مدد کے لئے کار خاص پر لاہور آئے ہوئے ہیں آپ ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر کی خدمات پر متعین ہیں ؎

—— لاہور ۹ رمئی۔ پنجاب مسلم لیگ کی کونسل نے اپنے اجلاس میں ۳ رمئی کی رات کو بے گناہ مسلمانوں پر سکھوں کے ناگہانی حملہ پر دلی رنج اور مقتولین اور مجروحین کے ورثاء سے ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے تمام جماعتوں کے رہنماؤں سے استدعا کی ہے۔ کہ وہ ان فسادات کا آئندہ کے لئے انسداد کریں اور حکام سے درخواست کی ہے۔ کہ وہ کرپانوں کو تعزیرات ہند کی دفعہ ۱۴۴ میں شامل کریں۔ کیونکہ کرپانوں کو مستثنیٰ قرار دینے سے خود قانون کا مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ اور آبادی کے غیر سکھ افراد اپنے بچاؤ کے قانونی حق سے محروم ہو جاتے ہیں۔ تجویز بالاتفاق منظور ہوئی ؎

—— حیدرآباد۔ ۱۳ رمئی۔ اعلیٰحضرت نظام نے لاہور کے اخبار "گورو گھنٹال" کا داخلہ اپنی ریاست میں اس لئے بند کر دیا ہے۔ کہ اخبار مذکور نے اعلیٰحضرت نظام اور آپ کی حکومت پر سخت بے جا نکتہ چینی کی تھی ؎

—— لکھنؤ ۸ رمئی۔ ہفتہ کو آدھی رات کے وقت شہر کی رقص گاہ کے ایک مجمع پر بم گرا۔ لیکن خوش نصیبی سے بم پھٹا نہیں۔ اس لئے کوئی نقصان جان نہیں ہوا۔ پولیس نے بم اپنے قبضہ میں کر لیا ہے۔ یہ تھوڑے عرصہ میں تیسرا حادثہ ہے ؎

ممالک غیر کی خبریں

—— ٹائمس نے سلطان عبدالقادر سلطان شقرہ کی خبر وفات شائع کی ہے اور لکھا ہے اس کی جگہ ان کے چچا تخت پر بیٹھینگے

—— لنڈن ۱۱ رمئی۔ بپٹسٹ مشنری سوسائٹی کا بیان ہے کہ سوائے دو پادریوں کے باقی تمام مشنری عملہ چین کے اندرونی شہروں سے